کا تحقیقی جائزہ

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے۔۔۔

- عدالتی اور پنچایتی نظام
- تین طلاق کے بعد صلح جائز یا ناجائز؟
- غصہ میں طلاق دینا
- نوے دن میں رجوع کی حقیقت
- حمل اور نشہ میں طلاق دینا
- ساٹھ بندوں کو کھانا کھلانے کی حقیقت
- تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے والوں کا علمی و تحقیقی محاسبہ

مصنف

مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدظلہ العالی

ایم اے اسلامیات، اردو، پنجابی
شہادۃ العالمیہ، التخصص فی الفقہ الاسلامی

مکتبہ فیضانِ شریعت لاہور
0334-3298312

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلاقِ ثلاثہ کا تحقیقی جائزہ

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے۔۔۔

عدالتی اور پنچائتی نظام، غصہ میں طلاق دینا، حمل اور نشہ میں طلاق دینا شوہر طلاق دے کر منکر ہو جائے تو، تین طلاق کے بعد صلح، نوے دن میں رجوع کی حقیقت، ساٹھ بندوں کو کھانا کھلانا، تین طلاق کے بعد بچوں کی پیدائش کا حکم، ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاق کو ایک کہنے والوں کے دلائل اور اس کے جوابات......

ابو احمد محمد انس رضا عطاری
تخصُص فی الفقہ الاسلامی، شہادۃُ العالمیۃ
ایم۔اے اسلامیات، ایم۔اے پنجابی، ایم۔اے اردو

ناشر
مکتبہ فیضان شریعت، لاہور

الصلوة والسلام علیك یا رسول الله

وعلیٰ الك واصحابك یا حبیب الله

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔ طلاق ثلاثہ کا تحقیقی جائزہ

مصنف ۔۔۔۔۔۔۔ ابو احمد مفتی محمد انس رضا عطاری بن محمد منیر

پروف ریڈنگ ۔۔۔۔۔ ابو اطہر محمد اظہر رضا مدنی

ناشر ۔۔۔۔۔۔ مکتبہ فیضان شریعت، لاہور

صفحات ۔۔۔۔۔۔۔ 96

قیمت ۔۔۔۔۔۔۔ 60 روپے

اشاعتِ اول ۔۔۔۔۔۔ جمادی الآخر 1433ھ، مئی 2012ء

❀❀❀ . . فہرس . . ❀❀❀

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	پیش لفظ	6
2	طلاق اور اس کا حکم	7
3	مسئلہ طلاق عصر حاضر کے تناظر میں	10
4	غصے میں طلاق	12
5	کورٹ کی طلاق	15
6	طلاق ثلاثہ کے متعلق گروہ	17
7	ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے پر دلائل	17
8	طلاق ثلاثہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	32
9	تین طلاقوں کے متعلق ائمہ و مجتہدین کا مذہب	42
10	برصغیر پاک و ہند کے مفتیانِ کرام کے فتاویٰ	47
11	تین کو ایک کہنے والوں کے دلائل اور اس کے جوابات	50
12	تین طلاقوں کو ایک ماننے والوں کے متعلق محدثین وفقہاء کرام کا حکم	66
13	حلالہ	69
14	قانونی طور پر نوے دن کے اندر رجوع کی شرعی حیثیت	79
15	کونسلز اور پنچائیتوں کا مروجہ طریقہ کار	81
16	کیا حاکم یا قاضی تین طلاق کو ایک کر سکتا ہے؟	82

نمبر	عنوان	صفحہ
17	کیا تین طلاقوں کو ایک کہنے والوں سے فتویٰ لینا جائز ہے؟	84
18	تین طلاقیں دینے کے بعد بھی میاں بیوی کا اکٹھے رہنا	88
19	حرفِ آخر	90

انتساب

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام جنہوں نے ایک مجلس میں دی ہوئیں تین طلاقوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تین ہی نافذ فرما کر امتِ مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔ قیامت تک اس مسئلہ میں ہونے والے فتنوں کا سدِ باب کر دیا اور میاں بیوی کے مقدس رشتے کو پامال ہونے سے بچالیا۔

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ عزوجل! راقم الحروف دارالافتاء اہلسنت میں فتویٰ نویسی کی خدمات سرانجام دیتا ہے۔ دارالافتاء میں آئے دن ایک مجلس میں دی گئیں اکٹھی تین طلاقوں کے متعلق مسئلہ آتا ہے اور عوام کو اس مسئلہ میں صحیح رہنمائی حاصل کرنے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کوئی کہتا ہے اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہوتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ نوے دن کے اندر رجوع کر سکتے ہیں اور کوئی صلح کروا کے بیوی کو شوہر کے ساتھ بھیج دیتا ہے۔ ہر گروہ اپنے نظریے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے دلائل دینے کی کوشش کرتا ہے۔

راقم الحروف نے قرآن و حدیث، اجماع صحابہ و ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس مسئلہ کو واضح کیا ہے کہ ایک مجلس میں اگر عورت کو رخصتی کے بعد تین طلاقیں دی جائیں تو وہ تین ہی ہوتی ہیں اور عورت مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اس کے مخالف ہیں ان کے نظریات اور دلائل کا رَدّ قرآن و حدیث اور اجماع سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

المتخصص فی الفقہ الاسلامی
دارالافتاء اہلسنت، لاہور
ابو احمد محمد انس رضا عطاری
25 جمادی الآخر 1433ھ، 17 مئی 2011ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلاق اور اس کا حکم

جب شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے لگے تو اس پر فرض ہے کہ وہ طلاق کے مسائل سیکھے کہ کس حالت میں طلاق دینا گناہ ہے، کس میں جائز، کن الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے اور کن سے طلاق واقع نہیں ہوتی، کون سے الفاظ ایسے ہیں جن سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے یعنی جس میں عدت کے اندر بغیر عورت کی رضا کے رجوع کیا جا سکتا ہے اور کون سے الفاظ ہیں جس سے نکاح ختم ہو جاتا ہے پھر عورت کی رضا مندی سے دوبارہ نکاح کرنا پڑتا ہے۔ ان سب کے متعلق تفصیل کے لئے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب ''بہار شریعت'' کے آٹھویں حصے اور میرے استاد محترم مفتی محمد قاسم قادری دامت برکاتہم العالیہ کی مختصر کتاب ''طلاق کے آسان مسائل'' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ راقم الحروف نے یہ کتاب صرف طلاق ثلاثہ پر لکھی ہے یعنی تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں تو وہ تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بلاوجہ شرعی طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند و مکروہ ہے حدیث میں ہے "ابغض الحلال الی اللہ تعالیٰ الطلاق" ترجمہ: حلال چیزوں میں سے طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الطلاق، فی کراہیۃ الطلاق، جلد1، صفحہ314، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

البتہ اگر شوہر کو طلاق کی کوئی حاجت ہے تو مباح ہے یعنی گھریلو ناچاقیوں کے

سب اکٹھے رہنا مشکل ہوگیا ہے تو طلاق دینا جائز ہے۔ بلکہ عورت کا فسق اور کسی حرام فعل کا ارتکاب ثابت ہے تو طلاق مستحب ہے جیسے عورت بے حیائی کرتی ہے، بے نمازی ہے، روزہ نہیں رکھتی، گالی گلوچ کرتی ہے۔ بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب بھی ہوتا ہے جیسے عورت نافرمان ہو اور شوہر کے ماں باپ اس کو طلاق دینے کا حکم دیں اور نہ دینے میں ان کی ایذا و ناراضگی ہو تو شوہر پر واجب ہے کہ طلاق دیدے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وان امراك ان تخرج من اهلك و مالك فاخرج" ترجمہ: اگر والدین بیوی اور مال سے علیحدگی کا حکم دیں تو ایسا ہی کرو۔

(الفوائد، جلد1، صفحہ52، دار الصمیعی، الریاض)

اسی طرح جب مرد عورت کو شرعی طریقہ پر نہ رکھ سکے مثلاً نامرد ہو تو اس وقت شرعاً اس پر طلاق دینی لازم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو۔

(سورۃ البقرہ، سورت2، آیت 231)

ہر مرد و عورت سو فیصد صحیح نہیں ہوسکتا، کچھ نہ کچھ کمی ضرور ہوتی ہے۔ شریعت اس کمی کو برداشت کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کی بعض ناپسندیدہ حرکات کو برداشت نہیں کریں گے تو بات طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے "عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن المرأة خلقت من ضلع لن تستقيم لك على طريقة فإن استمتعت بها استمتعت بها وبها عوج وإن ذهبت تقيمها كسرتها وكسرها طلاقها" ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت ٹیڑھی پسلی

سے بنائی گئی ہے، ٹیڑھی ہی چلے گی اور اگر تو اس سے فائدہ لینا چاہے تو اسی حال پر اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا اُسے طلاق دینا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، الوصایۃ، جلد1، صفحہ475، مکتبہ قدیمی، کراچی)

اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ اگر شوہر کو بیوی کی بعض حرکتیں ناپسند آئیں تو انہیں نظر انداز کر کے، اس کی دیگر اچھی عادتوں کا تصور کرے۔ دوسری حدیث میں ہے "عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقا رضي منها آخر" ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان عورت سے اچھا برتاؤ رکھو اگر تمہیں اس کی ایک عادت ناپسند ہوئی تو دوسری پسند ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، الوصایۃ، جلد1، صفحہ475، مکتبہ قدیمی، کراچی)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ﴾ ترجمہ کنز الایمان: قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

(سورۃ البقرہ، سورت2، آیت216)

اگر عورت کو طلاق دے کر پھر کبھی نکاح نہ چاہے تو خیر ورنہ کیا معلوم کہ دوسری اس سے بھی بُری ملے۔ اس لئے حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ اور اس کی دلجوئی اور اُسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی کج خلقی پر صبر کرنا چاہئے۔ اصلاح ناممکن ہو تو طلاق دے سکتا ہے، مگر ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے، فقط ایک بار اس سے کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی، پھر اگر عدت تین حیض یا عورت حاملہ ہے تو بچہ پیدا ہونے سے پہلے رجوع کرنا چاہے تو رجوع کر سکتا ہے۔ اگر عدت گزر گئی تب بھی حلالہ کی ضرورت نہ

آئے گی صرف دوبارہ نکاح کرنا ہوگا بشرطیکہ پہلے کبھی دو طلاقیں نہ دی ہوں۔اسی طرح طلاق دینے میں بہتری ہے اور اسی کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔عصر حاضر میں لوگ ایک یا دو طلاق دینے کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ جذبات میں آکر اکٹھی تین طلاقیں دے دیتے ہیں بعد میں سخت پریشانی کا سامنا کرتے ہیں۔

مسئلہ طلاق عصر حاضر کے تناظر میں

اس دور میں طلاق کا مسئلہ بہت زیادہ بگاڑ دیا گیا ہے اور اس کی وجہ لوگوں کا دین سے دور ہونا ہے۔طلاق کے متعلق نئی سے نئی بات سننے میں آتی ہے ایک جاہل پروفیسر نے تو یہاں تک ٹی۔وی پر آکر کہہ دیا کہ طلاقیں ہیں ہی دو کیونکہ قرآن میں آیا ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ یعنی طلاق دو مرتبہ ہے۔تیسری طلاق تو قرآن میں ہے ہی نہیں یہ مولویوں نے اپنے پاس سے نکالی ہے۔(معاذ اللہ عزوجل) اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ میاں بیوی کا رشتہ اتنا کچا نہیں کہ ایک دم سے تین لفظ طلاق کے کہے جائیں تو عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے۔اسی طرح کی جاہلانہ باتیں آئے دن سننے میں آتی ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ نکاح کی گرہ اللہ عزوجل نے شوہر کے ہاتھ میں دی ہے شوہر جب چاہے اس گرہ کو کھول سکتا ہے۔نکاح شیشہ ہے اور طلاق سنگ، شیشہ پر پتھر خوشی سے پھینکیں یا جبر سے یا خود ہاتھ سے چھٹ پڑے شیشہ ہر طرح ٹوٹ جائے گا۔غلطی سے اگر کسی کو قتل کردیں تو بعد میں پچھتانے سے مرا ہوا زندہ نہیں ہو جاتا۔

عصر حاضر میں لوگوں کو ایک تو دین کے مسائل معلوم نہیں اور دوسرا یہ بھی پتہ نہیں کہ مسائل کن سے پوچھنے چاہئیں۔لوگ گمراہ لوگوں کی چکنی باتیں سن کر شریعت کے خلاف

عمل کرتے رہتے ہیں۔عصر حاضر میں ایک نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل کئی لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ایسا مسئلہ نکالیں جو مستند کتب وفقہاء کے مخالف ہو، اب اس پر ادھر اُدھر کے دلائل دے کر اسے جدید تحقیق کہہ دیا جاتا ہے اور لوگ اسے روشن خیالی اور امت کے لئے رعایت تصور کرتے ہوئے اپنا لیتے ہیں۔اس طرح غلط مسئلہ بتا کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے " افتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا" ترجمہ: بے علم فتوی دیا تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔دوسری حدیث پاک میں ہے "من افتی بغیر علم لعنته ملئکة السماء و الارض۔رواہ ابن عساکر عن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" یعنی جو بغیر علم کے فتوی دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔اسے ابن عساکر نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 193، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جن سے کوئی مسئلہ خصوصا طلاق کا مسئلہ پوچھا جائے تو وہ اپنے گمان سے اسے مسئلہ بتا کر لعنت کے مستحق ہوتے ہیں۔

موجودہ دور میں ہر امام وخطیب عالمِ دین نہیں اس لئے مسائل میں صرف علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔موجودہ دور میں خطباء کی کثرت اور فقہاء کی قلت کی عکاسی ایک حدیث پاک سے یوں ہوتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "انکم قد اصبحتم فی زمان کثیر فقهاء وه قلیل خطباء وه قلیل سؤاله کثیر معطوه العمل فیه خیر من العلم، سیاتی علیکم زمان قلیل فقهائوه کثیر خطبائو ه کثیر سؤاله قلیل

معطوہ العلم فیه خیر من العمل" ترجمہ: تم جس زمانے میں ہو اس میں فقہاء کثیر ہیں اور
خطباء قلیل ہیں۔ سوال قلیل ہیں اور جواب دینے والے کثیر۔ اس دور میں عمل علم سے
بہتر ہے۔ عنقریب تم پر ایک زمانہ آئے گا فقہاء قلیل ہونگے اور خطباء کثیر، سوال کثیر ہونگے
اور جواب دینے والے قلیل ہونگے۔ اس دور میں علم عمل سے بہتر ہوگا۔

(کنز العمال، کتاب القیامة، حرف قاف، جلد14، صفحہ114، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

غصے میں طلاق

اس دور میں شوہر بیوی کو جذبات میں آکر تین طلاقیں دے دیتا ہے پھر دنیاوی
مفاد کی خاطر طلاق کا انکار کر دیتا ہے کہ میں نے طلاق دی ہی نہیں یا یہ بہانہ بناتا ہے کہ میرا
دماغ کام کرنا چھوڑ گیا تھا وغیرہ اور بعد میں ساری زندگی زنا کرتا رہتا ہے۔ جس کی حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے پیشین گوئی فرمادی تھی چنانچہ المعجم الکبیر للطبرانی
اور مجمع الزوائد کی حدیث پاک ہے "یأتی علی الناس زمان یطلق الرجل المرأة، ثم
یجحد طلاقها فیقیم علی فرجها، فهما زانیان" ترجمہ: لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے
گا شوہر بیوی کو طلاق دے گا پھر اس طلاق کے متعلق جھگڑا کرے گا (کہ میں نے طلاق نہیں
دی) بعد میں اسی عورت کے ساتھ صحبت کرے گا اور یہ دونوں زنا کریں گے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الفتن، جلد7، صفحہ441، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بعض لوگ حیلے بہانے بنانے کی کوشش کرتے ہیں، نفس کہے گا شریعت میں اتنی
سختی نہیں لہٰذا غلطی سے یا پتہ نہ ہو تو طلاق نہیں ہوتی، بعض رشتہ دار دوست احباب اسے کہتے
ہیں ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دو رجوع ہو جائے گا، بعض کہتے ہیں غصے اور حمل کی حالت
میں طلاق نہیں ہوتی، جب تک بیوی نہ سنے یا طلاق نامہ وصول نہ کرے طلاق ہوتی ہی

نہیں، حالانکہ یہ سب غلط ہے۔ ایک عاقل و بالغ کی دی ہوئی طلاق ہر صورت واقع ہو جاتی
ہے چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے "عن أبی هریرة قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب علی
عقله" ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہر طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے مدہوش جس کی عقل مغلوب ہو۔ (یعنی پاگل کی دی
ہوئی طلاق نافذ نہیں ہوتی۔)

(ترمذی، کتاب الطلاق، طلاق المعتوہ، جلد1، صفحہ356، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

یہی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبد الرزاق میں حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "عبد الرزاق عن الثوری عن الاعمش عن ابراهیم عن
عابس بن ربیعة عن علی قال کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه" حضرت عبد
الرزاق امام ثوری سے وہ اعمش سے وہ ابراہیم سے وہ عابس بن ربیعہ سے وہ حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ہر طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے مدہوش جس
کی عقل مغلوب ہو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، طلاق المعتوہ، جلد4، صفحہ25، امدادیہ، ملتان)

پتہ چلا کہ پاگل جس کی عقل مغلوب ہو اس کے سوا دوسرے کی دی ہوئی طلاق
واقع ہو جاتی ہے۔ آجکل شوہر غصے میں طلاق دے کر کہتا ہے میں پاگل ہو گیا تھا، مجھے کچھ
پتہ نہ تھا وغیرہ، جبکہ یہ سب دھوکہ ہے۔ ہمارے یہاں طلاق دینے والے کی عموماً عقل
سلامت ہوتی ہے اسے یہ پتہ ہوتا ہے میں اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہوں اور بعد میں بھی
یاد ہوتا ہے میں نے کن الفاظ سے کتنی طلاقیں دیں۔ یہ سب چیزیں اس بات کا واضح ثبوت

ہیں کہ حالت غصہ میں بھی اس کی عقل سلامت تھی۔ طلاق تو ہوتی ہی غصے میں ہے کوئی پیار سے تو طلاق نہیں دیتا۔ البتہ اگر واقعی کسی کی غصے کی حالت میں ایسی حالت ہوتی ہو کہ اسے کچھ پتہ نہ چلتا ہے، بالکل پاگل ہو جائے تو اس کی دی ہوئی طلاق نافذ نہ ہوگی۔ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد میں افسوس کرتے ہیں اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لینا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصے میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہئے کہ یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصے میں طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے بہت نادر ہے۔ لہذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔‘‘

(بہار شریعت، جلد2، حصہ8، صفحہ113، المکتبۃ المدینہ، کراچی)

اس کا بھی اعتبار تب ہے کہ جب یہ لوگوں سے ثابت ہو کہ یہ غصے میں بالکل پاگل ہو جاتا ہے ورنہ اس کی یہ بات کہ میں طلاق دیتے وقت پاگل تھا معتبر نہیں ہے۔ سیدی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ’’غضب اگر واقعی اس درجہ شدت ہو کہ حدِ جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ کہ غضب اس شدت پر تھا، یا تو گواہانِ عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اس کی یہ عادت معہود و معروف ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ مجرد دعویٰ معتبر نہیں، یوں تو ہر شخص اس کا ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو حالانکہ غالباً طلاق نہیں ہوتی مگر بحالت غضب۔‘‘

(فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ378، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نشے میں طلاق

اگر کوئی شراب، چرس، بھنگ کے نشے میں طلاق دے تو وہ طلاق واقع ہو جاتی

ہے، البتہ اگر کوئی بیماری کی دعا کھائی اور عقل سلامت نہیں رہی تو اب اگر طلاق دی تو طلاق نہ ہوگی چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے "ولأنه زال عقله بسبب هو معصية فيجعل باقيا زجرا له بخلاف ما إذا زال بالمباح" یعنی نشہ کرنا گناہ ہے، اس لئے زجراً اس حالت میں طلاق واقع ہوگی، جبکہ مباح (دوائی وغیرہ) میں معصیت نہیں۔

(تبیین الحقائق، کتاب الطلاق، جلد2، صفحہ196، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

کورٹ کی طلاق

آج کل یہ رائج ہے کہ عورت شوہر سے طلاق لینے کے لئے عدالت کی طرف رجوع کرتی ہے اور عدالت شوہر کو تین نوٹس بھیجتی ہے، اگر شوہر نہ آئے تو خود عورت کو طلاق دے دیتی ہے۔ اس میں بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ عورت شوہر کے گھر کا ایڈریس ہی غلط لکھوا دیتی ہے، وہ نوٹس شوہر کو ملتے ہی نہیں اور عورت طلاق لے کر آگے نکاح کر رہی ہوتی ہے اور شوہر کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔ شرعی طور پر عدالت کے طلاق دینے سے عورت کو طلاق نہیں ہوتی۔ بغیر شوہر کی رضامندی کی کوئی کورٹ یا کونسلر وغیرہ طلاق نہیں دے سکتا۔ طلاق کا مالک شرع میں شوہر ہے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ یعنی شوہر کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔

(سورۃ البقرۃ، سورۃ 2، آیت 237)

ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے "عن ابن عباس رضی الله تعالى عنه قال اتى النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم رجل فقال يا رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سيدى زوجنى أمته وهو يريد أن يفرق بيني وبينها قال فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر فقال يا أيها الناس ما بال أحدكم يزوج

عبده أمته ثم يريد أن يفرق بينهما إنما الطلاق لمن أخذ بالساق" ترجمہ: حضرت
سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث پاک مروی ہے کہ ایک غلام نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم میرے آقا نے میرا نکاح اپنی کنیز کے ساتھ کر دیا ہے اور اب وہ چاہتا ہے کہ ہم
دونوں میں جدائی ڈال دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! تم میں سے اس کو کیا ہو گیا ہے
جو پہلے اپنے غلام کا نکاح اپنی کنیز سے کر دیتا ہے پھر جدائی ڈالنا چاہتا ہے حالانکہ طلاق تو
وہی دے سکتا ہے جس نے جماع کیا (یعنی جو صحبت اور ہمبستری کا حقدار ہے وہی طلاق کا
حق رکھتا ہے)۔

(ابن ماجہ، ابواب الطلاق، طلاق العبد، صفحہ 151، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "لا الہ الا اللہ بے شوہر
کے طلاق دئے طلاق تحصیلدار کے دئے نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ دوسری جگہ نکاح کرے گی تو
حرام قطعی اور زنا ہو گا۔" (فتاوی رضویہ، جلد 12، صفحہ 476، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یہ بھی یاد رہے کہ عورت کا بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرنا ناجائز و حرام ہے۔ سرکار مدینہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "ایما امرء ة سئلت زوجها طلاقا فی غیر ما باس
فحرام علیها رائحة" ترجمہ: جو عورت بغیر کسی عذر کے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت
کی خوشبو حرام ہے۔ (سنن الترمذی، ابواب الطلاق، صفحہ 355، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

بالفرض اگر شوہر ظالم ہو تو عدالت کو چاہئے کہ شوہر کو زبردستی عدالت میں بلوائے
اور اس سے زبردستی زبانی طلاق دلوائے۔ جس طرح عدالت مقروض کے پیسے مقروض سے

ہی زبردستی دلواتی ہے خود سے نہیں دیتی، ایسے ہی ظالم شوہر سے عدالت زبردستی طلاق
دلوائے، خود سے طلاق نہیں دے سکتی۔

طلاق ثلاثہ کے متعلق گروہ

موجودہ دور میں طلاق ثلاثہ میں چار گروہ ہیں:

(1) اہلسنت والجماعت

(2) غیر مقلد (وہابی)

(3) وکیل حضرات۔

(4) یونین کونسل اور پنچائیت

(1) اہلسنت والجماعت حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی اور دیگر ائمہ مجتہدین، فقہاء
کرام، محدثین اور سب سے بڑی بات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک تین اکٹھی
طلاقیں دیں جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں جن کو آگے دلائل سے ثابت کیا جائے گا۔

(2) غیر مقلد وہابیوں کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو ایک رجعی
واقع ہوتی ہے۔

(3) وکیل حضرات کے نزدیک تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں تو نوے دن کے
اندر رجوع کیا جا سکتا ہے۔ رجوع کی صورت میں ایک بھی طلاق نہ ہوگی۔

(4) یونین کونسل اور پنچائیتی نظام ان سب سے آگے ہے ان میں جتنی بھی
طلاقیں ہوئیں ہوں، صلح کروا کر عورت کو مرد کے ساتھ بھیج دیا جاتا ہے۔

ایک مجلس میں دیں ہوئیں اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے پر دلائل

ایک مجلس میں دی ہوئیں اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے پر قرآن وحدیث

اور فقہاء و محدثین سے دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن و تفاسیر سے دلائل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(سورۃ بقرہ، سورت 2، آیت 230)

اپنی مدخولہ بیوی کو چاہے ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دی جائیں یا متفرق طور پر دونوں صورتوں میں واقع ہو جاتی ہیں۔ مذکورہ آیت مبارک سے پہلے دو طلاق کا ذکر ہے ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ یعنی دو طلاق تک تو رجوع جائز ہے۔ پھر اس کے بعد ہے ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ یعنی پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی۔ اس آیت طیبہ کے شروع میں ''فا'' ہے۔ اور فاء عربی زبان میں تعقیب کے لیے آتی ہے خواہ تراخی کے ساتھ ہو یا بغیر تراخی۔ تو آیت اپنے اطلاق کے اعتبار سے اس صورت کو بھی شامل ہوئی کہ اسی مجلس میں تیسری طلاق دے۔

تفسیر طبری میں اس آیت کے تحت ہے "عن الضحاك، قال إذا طلق واحدة أو ثنتين فله الرجعة ما لم تنقض العدة، قال والثالثة قوله ﴿فإن طلقها﴾ يعني بالثالثة فلا رجعة له عليها حتى تنكح زوجا غيره" ترجمہ: حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر شوہر ایک یا دو طلاقیں دے تو اسے عدت ختم سے قبل رجعت کا اختیار ہے۔ پھر اگر طلاق دے یعنی تیسری تو اسکے لئے رجعت نہیں جب تک وہ کسی

دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(جامع البيان في تأويل القرآن، جلد4، صفحه 586، مؤسسة الرسالة، بيروت)

تفسیر ابن کثیر میں ہے "هذه الآية الكريمة رافعة لما كان عليه الأمر في ابتداء الإسلام، من أن الرجل كان أحق برجعة امرأته، وإن طلقها مائة مرة ما دامت في العدة، فلما كان هذا فيه ضرر على الزوجات قصرهم الله عز وجل إلى ثلاث طلقات، وأباح الرجعة في المرة والثنتين، وأبانها بالكلية في الثالثة، فقال ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾'' ترجمہ: اس آیت نے اس طریقہ کو ختم کر دیا جو اسلام سے قبل تھا کہ شوہر کو عدت کے اندر رجوع کا زیادہ حق ہوتا تھا اگرچہ وہ سو مرتبہ طلاقیں دے دیتا۔ اس میں عورتوں کو ضرر ہوتا تھا اللہ عزوجل نے کم کر کے تین طلاقوں تک کر دیا اور شوہر کیلئے مباح کر دیا کہ وہ دو طلاقوں تک رجوع کر لے اور تین طلاقوں پر رجوع کو ختم کر دیا اور فرمایا ''یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔''

(تفسير القرآن العظيم، جلد1، صفحه 545، مكتبه وحيدى كتب خانه، پشاور)

اس آیت کے تحت جتنی بھی مستند تفاسیر دیکھی جائیں سب میں یہی ملے گا کہ تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ حکم ایک ہی ہے۔

احادیث سے دلائل

احادیث مبارکہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں نہ کہ ایک۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث پاک نقل کرتے ہیں "قال سهل فتلاعنا وانا مع الناس عند رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم فلما

فرغا قال عويمر كذبت عليها يارسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان يامره رسول الله" ترجمہ: حضرت سھل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں (میاں بیوی) نے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لعان کیا اور میں بھی لوگوں کے ساتھ موجود تھا۔ پس جب وہ دونوں لعان سے فارغ ہوگئے تو حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب اگر میں اسے اپنے پاس رکھوں تو جھوٹا ہوں۔ لھذا انھوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے ہی تین طلاقیں دیدیں۔

(صحيح بخاری، كتاب الطلاق، جلد2، صفحه 791، قديمی كتب خانه، كراچی)

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "عن سهل بن سعد فی هذا الخبر قال فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه و سلم فانفذه رسول الله صلى الله تعالى عليه و آله وسلم " ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں نافذ فرمادیا۔

(ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب فی اللعان، جلد2، صفحه 140، مکتبه رحمانیه، لاہور)

حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین طلاقوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نافذ فرمایا اس پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وهو حجة على من قال ان

الطلاق الثلاث لايقع او يقع واحدة" ترجمہ: یہ ان کے خلاف دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ اگر تین طلاقیں دیں جائیں تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی یا ایک واقع ہوتی ہے۔

(مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب اللعان، جلد6، صفحه419، مكتبه رشيديه، كوئٹه)

تین طلاقوں کو ایک ماننے والے اس حدیث کا جواب دینے سے عاجز ہیں۔ اس حدیث سے صراحتا امام بخاری اور امام ابوداؤد کا مسلک ثابت ہو رہا ہے کہ تین اکٹھی دی جائیں تو تین ہی ہونگی اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تین ہی نافذ کیا۔ غیر مقلد وہابیوں کو جب اس حدیث کا جواب نہ آیا تو انہوں نے اپنا مسلک بچانے کے لئے اس حدیث کی ایک عجیب وغریب تطبیق دی چنانچہ لکھتے ہیں: ''ان دونوں واقعات (واقعہ رکانہ اور عویمر) میں طلاق کا ذکر بالکل واضح ہے۔ آخر الذکر واقعہ کی شدت کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی سے لعان کیا اور پھر طلاق دے دی۔ اس طرز عمل سے صاف عیاں ہے کہ صحابی مذکور اپنی بیوی سے حد درجہ نالاں تھے اور وہ کسی قیمت پر اس کو اپنے پاس رکھنے کے لئے آمادہ نہ تھے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں تفریق کردی۔ لیکن حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملے میں اس سے بالکل مختلف طرز عمل اپنایا۔ ان کے رنج وصدمہ کو دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ انہوں نے تین طلاقیں شدت غضب سے مغلوب ہو کر دیں تھیں۔ اس سے مقصود بیوی سے دائمی ترک تعلق نہ تھا چنانچہ آپ نے ان کے رجوع کا فیصلہ دیا۔''

(ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل، صفحہ 137، دارلسلام، لاہور)

ان دونوں حدیثوں کی تطبیق دیتے ہوئے یہ بھول گئے کہ یہ تطبیق ان کے صاف

خلاف ہے اس لئے کہ پہلے وہابی مانتے ہی نہیں تھے کہ تین طلاقیں اکٹھی دیں جائیں تو تین ہوتی ہیں اب مان گئے کہ تین اکٹھی دیں جائیں تو تین ہوتی ہیں۔ اب ان کا یہ مسلک ہو گیا کہ اگر خاوند ناراض ہو اور اس نے آئندہ نہ رکھنا ہو وہ اگر تین اکٹھی طلاقیں دیدے تو وہ واقع ہو جائیں گی اگر ایسا نہ ہو تو ایک واقع ہو گی۔ یہ مسلک قرآن و حدیث کی صریح خلاف نہیں تو اور کیا ہے؟

نسائی شریف کی صحیح حدیث پاک ہے کہ محمود بن لبید فرماتے ہیں "اخبر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبانا ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهركم حتى قام رجل و قال يارسول الله الااقتله" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایسے آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اکٹھی تین طلاقیں اپنی بیوی کو دیں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ غضب میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا وہ اللہ عزوجل کی کتاب کے ساتھ کھیلتا ہے اور میں تم میں موجود ہوں۔ یہاں تک کہ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں اسے قتل کر دوں؟

(سنن نسائی، کتاب الطلاق، جلد2، صفحہ99، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کوئی بات نہیں اکٹھی تین طلاقیں دینے سے کچھ نہیں ہوتا طلاق ایک ہی ہوئی ہے بلکہ غضب فرمایا کیونکہ اکٹھی تین طلاقیں دینا قرآن و حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے گناہ ہے چنانچہ اس حدیث کی شرح میں امام سندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اختلفوا فی الجمع بين الثلاث فقال ابو حنيفة و مالك والاوزاعی والليث هو بدعة وقال الشافعی و احمد و ابو ثور ليس

بحرام ولكن الاولیٰ التفريق و ظاهر الحديث التحريم والجمهور على انه اذا جمع بين الثلاث يقع الثلاث ولاعبرة بخلاف ذلك عندهم اصلا" ترجمہ: علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا جائز ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام اوزاعی اور امام لیث رحمہم اللہ فرماتے ہیں یہ بدعت ہے اور امام شافعی اور احمد بن حنبل اور ابو ثور رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حرام نہیں البتہ الگ الگ دینا بہتر ہے۔ حدیث کا ظاہر یہی کہتا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اگر اکٹھی تین دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور اس کے خلاف (یعنی تین کو ایک) کہنے والوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ (حاشیہ سندی، جلد2، صفحہ99، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو کہے کہ میں نے تمہیں ہزار مرتبہ طلاق دی تو تین کے ساتھ عورت بائنہ ہو جائے گی اور باقی نو سو ستانوے اس پر گناہ ہونگی۔ سنن دار قطنی میں ہے "عن إبراهيم بن عبيد الله بن عبادة بن الصامت عن أبيه عن جده قال طلق بعض آبائی امرأته ألفا فانطلق بنوه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا يا رسول الله إن أبانا طلق أمنا ألفا فهل له من مخرج فقال إن أباكم لم يتق الله فيجعل له مخرجا بانت منه بثلاث على غير السنة وتسعمائة وسبع و تسعون إثم فی عنقه" ترجمہ: حضرت ابراہیم بن عبید اللہ بن عبادہ بن صامت اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میرے بعض آباؤ اجداد میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیں اسکے بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ہزار طلاقیں دی ہیں، اس کے لئے اس سے نکلنے کی کوئی صورت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا تمہارا باپ اللہ عزوجل سے نہیں ڈرا تو اللہ عزوجل اپنے حکم سے اس کے لئے نکلنے کی کیا صورت پیدا کرے؟ اس کی بیوی تین طلاقوں کے ساتھ اس سے علیحدہ ہوگئی خلافِ سنت طریقہ پر اور باقی نوسوستانوے طلاقوں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔

(الدارقطنی، کتاب الطلاق والخلع والإیلاء، جلد5، صفحہ36، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی "یا رسول الله أفرأیت لو أنی طلقتها ثلاثا أکان یحل لی أن أراجعها قال لا کانت تبین منك وتکون معصیة" ترجمہ: آپ کیا دیکھتے ہیں اس بارے میں کہ اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دوں تو کیا وہ میرے لئے حلال رہے گی کہ میں اس سے رجوع کرلوں؟ فرمایا نہیں وہ تم پر حرام ہوجائے گی اور تم گناہ گار ہوگے۔

(الدارقطنی، کتاب الطلاق والخلع والإیلاء، جلد5، صفحہ56، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

چونکہ بعض کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں دینا جائز ہے اس لئے ایسی روایات بھی ملتی ہیں کہ صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں۔ سنن دارقطنی میں ہے "عن سوید بن غفلة قال کانت عائشة الخثعمیة عند الحسن بن علی بن أبی طالب رضی الله عنه فلما أصیب علی وبویع الحسن بالخلافة قالت لیهنك الخلافة یا أمیر المؤمنین فقال یقتل علی وتظهرین الشماتة اذهبی فأنت طالق ثلاثا . قال فتلفعت بساجها وقعدت حتی انقضت عدتها بعث إلیها بعشرة آلاف متعة وبقیة بقی لها من صداقها فقالت متاع قلیل من حبیب مفارق فلما بلغه قولها بکی وقال لولا أنی سمعت جدی أو حدثنی أبی أنه سمع جدی یقول أیما رجل طلق امرأته ثلاثا مبهمة أو ثلاثا عند الأقراء لم

تحل له حتی تنکح زوجا غیره لراجعتها" ترجمہ: حضرت سوید بن غفلہ سے روایت ہے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا، تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیوی عائشہ بنت خلیفہ خثعمیہ حاضر ہوئیں اور کہا اے امیر المؤمنین آپ کو خلیفہ بننے کی مبارک ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے اور تو خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ جاؤ تمہیں تین طلاق۔ حضرت عائشہ نے کہا میں نے تو اچھے ارادے سے کہا تھا پھر زینت وآرائش چھوڑ کر عدت میں بیٹھ گئیں۔ جب عدت پوری ہوئی تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دس ہزار درہم اور مہر کی بقیہ رقم بھیجی تو عائشہ نے کہا حبیب کی جدائی کی نسبت یہ مال قلیل ہے۔ جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک عائشہ کا یہ قول پہنچا تو آپ رو پڑے اور فرمایا اگر میں نے اپنے جد امجد سے یہ نہ سنا ہوتا یا فرمایا میرے والد ماجد نے مجھ سے بیان کیا اور انہوں نے میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا "کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے یا الگ الگ طلاق دے اس کی بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک وہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے" تو میں اس سے رجوع کرلیتا۔

(الدارقطنی، کتاب الطلاق والخلع والإیلاء، جلد5، صفحہ55، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

سنن دارقطنی میں ہے "عن ابن عباس أن رجلا طلق امرأته عدد النجوم فقال أخطأ السنة وحرمت علیه امرأته" ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق دی تو آپ نے ارشاد فرمایا اس نے خلاف سنت فعل کیا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

(الدارقطنی، کتاب الطلاق والخلع والإیلاء، جلد5، صفحہ39، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے "عن سعید بن جبیر قال جاء رجل إلی ابن

عباس فقال إني طلقت امرأتي ألفا ومائة قال بانت منك بثلاث وسائرهن وزر، اتخذت آيات الله هزوا" ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو اور ہزار مرتبہ طلاق دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ تین طلاقوں کے ساتھ تم پر بائنہ ہوگی اور باقی گناہ ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ تو نے استہزا کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ12، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اگرچہ بعض صحابہ و تابعین و فقہاء کرام کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں دینا جائز ہے گناہ نہیں، لیکن یہ کسی کا بھی مذہب نہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو ایک طلاق ہوتی ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ تین کو ایک ماننے والے کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ تین ایک ہے جبکہ اوپر والی دونوں حدیثوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسلک صاف ظاہر ہے کہ تین یا تین سے زائد اکٹھی طلاقیں دی جائیں تو بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسلک زبردستی اس لئے بناتے ہیں کہ جب اُن سے سوال ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شروع کے دور میں تین اکٹھی ایک مانی جاتی تھیں تو انہوں نے کہا ہاں۔ اب صرف اتنا کہنے سے تھوڑے ہی ان کا مسلک ہو گیا جبکہ دوسری جگہ صراحتاً انہوں نے تین کو تین ہی مانا۔

صحاح ستہ کی مشہور و معروف کتاب ابن ماجہ ابوب الطلاق "باب من طلق ثلاثا في مجلس واحد" میں بسند صحیح حدیث پاک حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ''قالت طلقني زوجي ثلاثا وهو خارج الى اليمن فاجاز ذلك

رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم" ترجمہ: فرماتی ہیں کہ مجھے میرے شوہر نے یمن جاتے وقت تین طلاقیں دیں ان تینوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جائز رکھا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، صفحہ145، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ مصنف عبد الرزاق میں روایت کرتے ہیں "عبد الرزاق عن محمد بن راشد عن عبد الكريم ابى امية ان رجلا من المسلمين جعل امر امراته بيدها في زمن عمر بن الخطاب فطلقت نفسها ثلاثا فقال الرجل والله ما جلعت امرك بيدك الا في واحدة فترافعا الى عمر فاستحلفه عمر بالله الذى لا اله الا هو، ما جعلت امرها بيدها الا في واحدة فحلف فردها عليه" ترجمہ: حضرت عبدالرزاق محمد بن راشد سے وہ عبد الکریم ابی امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا تو اس عورت نے اپنے نفس کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں۔ اس آدمی نے کہا خدا کی قسم میں نے اسے طلاق کا مالک نہیں بنایا تھا سوائے ایک کے۔ یہ مسئلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں پیش ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے قسم لی کہ کہو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں میں نے اسے صرف ایک طلاق کا اختیار دیا تھا۔ جب اس نے یہ قسم کھالی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی بیوی کو واپس اس کی طرف پھیر دیا۔ (المصنف عبد الزاق، کتاب الطلاق، جلد6، صفحہ396، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اگر وہ قسم نہ کھاتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین طلاقوں کا حکم فرما دیتے۔ لہٰذا اگر شوہر عورت کو تین طلاقوں کا مالک بنا دے اور وہ اکٹھی اپنے اوپر نافذ کر لے تو

پتہ چلا کہ حالتِ حمل کی طرح حالت حیض میں بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک اور روایت ہے۔ "جاء رجل إلى عبد الله بن عمر وأنا عنده فقال يا أبا عبد الرحمن إنه طلق امرأته مائة مرة، قال بانت منك بثلاث وسبعة وتسعون يحاسبك الله بها يوم القيامة" ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے عبدالرحمٰن کے باپ میں نے اپنی بیوی کو سو مرتبہ طلاق دی۔ آپ نے فرمایا تین سے وہ تجھ پر حرام ہوگئی اور ستانوے کا اللہ عزوجل قیامت والے دن تجھ سے حساب لے گا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ13، مکتبہ امدادیہ ملتان)

☆ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے "جاء رجل إلى الحسن فقال إني طلقت امرأتي ألفا قال بانت منك العجوز" ترجمہ: ایک آدمی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بڑھیا تجھ پر حرام ہوگئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ13، مکتبہ مدادیہ ملتان)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا "رجل طلق امرأته ثلاثا في مجلس قال اثم بربه و حرمت عليه امرأته" ترجمہ: آدمی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دیں (تو کیا حکم ہے)؟ فرمایا اپنے رب کا نافرمان ہوا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ13، مکتبہ امدادیہ ملتان)

امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا "طلق امرأته ثلاثا جميعا قال إن من فعل فقد عصى ربه وبانت منه امرأته" ترجمہ: اپنی بیوی کو اکٹھی

تین طلاقیں دے۔ آپ نے فرمایا جس نے ایسا کیا اس نے اپنے رب کی نافرنی کی اور اس کی بیوی بائنہ ہوگئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ13، مکتبہ امدادیہ ملتان)

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے "سمعت علي بن أبي طالب رضي الله عنه يقول إذا طلق الرجل امرأته ثلاثا في مجلس واحد فقد بانت منه ولا تحل له حتى تنكح زوجا غيره۔۔ نا محمد بن عمران بن محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى نا مسلمة بن جعفر الاحمسي قال قلت لجعفر بن محمد إن قوما يزعمون ان من طلق ثلاثا بجهالةرد إلى السنة يجعلونها واحدة يروونها عنكم قال معاذ الله ما هذا من قولنا من طلق ثلاثا فهو كما قال۔۔ عن بسام الصيرفي قال سمعت جعفر بن محمد يقول من طلق امرأته ثلاثا بجهالة أو علم فقد بانت منه" ترجمہ: میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے ہیں جب شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک مجلس میں دیدے وہ عورت بائنہ ہو جائے گی اور اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔ ہم سے بیان کیا محمد بن عمران بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی مسلمہ بن جعفر حمسی نے کہ میں نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا قوم گمان کرتی ہے جو تین طلاقیں جہالت میں دے اسے سنت کی طرف پھیر دیا جائے گا جو کہ ایک طلاق ہے اور عورت واپس پھیر دی جائے گی۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی پناہ! یہ کیسا قول ہے؟ ہمارا یہ قول ہے کہ جو تین طلاقیں دے تو یہ تین ہی ہیں۔ حضرت بسام صیرفی کہتے ہیں میں نے جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے جو اپنی بیوی کو جانتے بوجھتے طلاق تین طلاقیں

دے یا جہالت میں اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔

(السنن الکبریٰ، کتاب الخلع والطلاق، جلد7، صفحہ555، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ان تمام احادیث میں صراحت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین علیہم الرضوان سے ثابت ہو رہا ہے کہ ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو وہ واقع ہو جاتی ہیں اور دینے والا گناہ گار ہوتا ہے۔

طلاقِ ثلاثہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اکٹھی تین طلاقیں ایک مجلس میں دی جائیں تو وہ واقع ہو جاتی ہیں یہ صراحت کے ساتھ قرآن وحدیث سے ثابت تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شرعی حکم کو نافذ فرمادیا کہ آئندہ کوئی بھی کسی ضعیف یا مجمل حدیث کی بنیاد پر تین طلاقوں کو ایک نہ سمجھے۔ ایک روایت لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے۔ شرح معانی الآثار میں ہے کہ حضرت ابو صہبا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس سے کہا" أ تعلم ان الثلاث كانت تجعل واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وابى بكر وثلاثا من امارة عمر قال ابن عباس نعم " ترجمہ: کیا آپ جانتے نہیں کہ تین طلاقیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک مانی جاتی تھیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تین؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہاں۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الطلاق، جلد2، صفحہ34، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے قبل اکٹھی تین طلاقیں ہوتی ہی نہیں تھیں کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے دور میں صحابہ نے اکٹھی تین طلاقیں دیں اور وہ واقع بھی ہوئیں۔ بلکہ اس کا مطلب ہے حضرت عمر فاروق کے دور خلافت سے پہلے لوگ ایک طلاق دے کر دو مرتبہ تاکیداً طلاق کے الفاظ بولتے تھے بعد میں جب لوگوں کی عادت بدل گئی اور وہ تین طلاقوں سے تین کی ہی نیت کرتے تھے جیسا کہ موجودہ دور میں ہوتا ہے تو اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تین طلاقیں قرار دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچھلے حکم کو منسوخ نہیں کیا اور نہ ہی حضرت عمر فاروق اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ شان ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے کسی شرعی فیصلے کو منسوخ کر دیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اس پر کچھ کلام نہ کریں اور اجماع کر لیں۔

یہ بھی کہا گیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے قبل لوگ تین طلاقیں دیتے ہی نہیں تھے صرف چند واقعات ایسے تھے کہ کسی نے اکٹھی تین طلاقیں دی ہوں جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں نے اکٹھی تین طلاقیں دینا شروع کر دیں اس لئے حضرت عمر فاروق نے ان تین کو تین ہی پر محمول کیا نہ کہ ایک پر۔ شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللفظ كان يقول أنت طالق أنت طالق، وكانوا أولا على سلامة صدورهم يقبل منهم أنهم أرادوا التأكيد، فلما كثر الناس في زمن عمر وكثر فيهم الخداع ونحوه مما يمنع قبول من ادعى التأكيد حمل عمر اللفظ على ظاهر التكرار فأمضاه عليهم، وهذا الجواب ارتضاه القرطبي وقواه بقول عمر إن الناس استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة، وكذا قال النووي إن هذا أصح الأجوبة" ترجمہ: اسلام کے اوائل دور میں لفظ تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی، تو طلاق والی ہے تاکید کے طور پر استعمال

ہوتا تھا۔ پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں کی کثرت ہوئی اور دھوکہ کی کثرت ہوگئی تو ظاہری الفاظ کی بنیاد پر تاکید کا دعوی ممنوع ہوگیا۔ اس جواب پر امام قرطبی رضامند ہوئے اور اس کو مزید حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے تقویت ملتی ہے کہ فرمایا ''لوگوں نے اس حکم میں جلدی کی جس میں ان کے لئے رعایت تھی۔ اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور یہی جواب زیادہ صحیح ہے۔

(فتح الباری، کتاب الطلاق، جلد 9، صفحہ 456، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جاء الحق میں ارشاد فرماتے ہیں: ''زمانہ نبوی اور زمانہ صدیقی میں لوگ تین طلاقیں اس طرح دیتے تھے کہ تجھے طلاق ہے طلاق طلاق۔ مگر پچھلی دو طلاقوں سے پہلی طلاق کی تاکید کرتے تھے اور زمانہ فاروقی میں لوگوں کا یہ حال بدل گیا کہ وہ تین طلاقیں ہی دینے لگے لہذا صورت مسئلہ بدلنے سے حکم بدل گیا۔ نووی شریف میں ہے "فالاصح انّ معناه انه كان فى الامر الاول اذا قال لها انت طالق انت طالق ولم ينو تاكيدا ولا استينافايحكم بوقوع طلقته لقلته ارادتهم الا ستيناف بذلك محول على الغالب الذى هو ارادة التاكيد فلما كان فى زمان عمر رضى اللّٰه عنه و كثر استعمال الناس بهذه الصيغة وغلب منهم ارادة الاستيناف بها حملت عنه الاطلاق على الثلث عملا بالغالب السابق الفهم منها فى ذلك العصر" یعنی چونکہ زمانہ نبوی میں عام طور پر لوگ تین طلاقوں میں اول طلاق سے طلاق کی نیت کرتے اور پچھلی دو سے تاکید کرتے تھے اس لئے جو کوئی بغیر نیت کے بھی ایک دم تین طلاقیں دیتا تو ایک ہی مانی جاتی تھی کہ اس وقت غالب حال یہ ہی تھا مگر زمانہ فاروقی میں لوگ عام طور پر تین طلاقوں سے تین ہی کی نیت

کرنے لگے اس لئے تین جاری کردی گئیں۔ صورتِ مسئلہ بدلنے سے حکمِ مسئلہ بدل گیا دیکھو قرآن شریف میں زکوۃ کے مصرف آٹھ بیان ہوئے۔ مؤلفۃ القلوب (کفار مائل باسلام) کو بھی زکوۃ دینے کی اجازت دی گئی۔ مگر زمانہ فاروقی میں صحابۂ کرم کا اجماع ہوگیا کہ مصرف زکوۃ صرف سات ہیں ''مؤلفۃ القلوب'' خارج کیونکہ نزول قرآن کے وقت مسلمانوں کی جماعت تھوڑی اور کمزور تھی اس لئے ایسے کافروں کو زکوۃ دے کر مائل کیا جاتا تھا عہدِ فاروقی میں نہ مسلمانوں کی قلت رہی نہ کمزوری لہذا ان کو زکوۃ دینا بند کردیا گیا۔ وجہ بدلنے سے حکم بدلا نسخ نہیں کیا گیا۔ اب تک زید فقیر تھا اسے زکوۃ لینے کا حکم دیا گیا۔ اب غنی ہوگیا تو زکوۃ دینے کا حکم ہوگیا۔ کپڑا ناپاک تھا اس سے نماز ناجائز قرار دی اب پاک ہوگیا تو اس سے نماز جائز ہوگئی ہندوستان میں آج کل کوئی طلاق کی تاکید جانتا بھی نہیں تین ہی کی نیت سے طلاقیں دیتے ہیں تو عجیب بات ہے کہ صورتِ مسئلہ کچھ اور حکم کچھ اور دیا جائے اللہ غیر مقلدوں کو عقل دے جس سے حدیث کا مقصد صحیح سمجھا کریں۔''

(جاء الحق، حصہ اول، صفحہ 422، 423، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

لہذا تین کو ایک کہنے والوں کا یہ قول باطل ٹھہرا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ شرعی نہ تھا بلکہ سزا کے طور پر تھا اور احادیث کے مخالف تھا جیسا کہ ''اہل حدیثوں کی ایک کتاب میں ہے: ''حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل (تطلیقاتِ ثلاثہ فی مجلس واحد کا طلاق بائن قرار دینا) نہ تو اصل حکم شریعت کے لئے ناسخ ہے اور نہ ہم حدیث کے مقابلے میں بعض صحابہ کے فتوے کی پیروی پر مجبور ہیں۔''

(ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل، صفحہ 170، دارالسلام، لاہور)

کتنی غلط بات کہی گئی ہے کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کے مقابل اپنے پاس سے فیصلہ دے سکتے ہیں؟ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اس غلط فیصلے پر

معاذ اللہ عزوجل اجماع کر سکتے ہیں؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین وعضوا علیھا بالنواجذ" ترجمہ: میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔

(ابن ماجہ ،باب اتباع سنت الخلفاء الراشدین ،صفحہ5،ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

دوسری حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر" ترجمہ: میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی کرو۔

(مسند احمد بن حنبل ،جلد5،صفحہ382،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

پھر یہاں تک کہہ دیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس فیصلے سے بعد میں ندامت بھی ہوئی تھی چنانچہ لکھتے ہیں: "آخری ایام میں انہیں اس بات کا احساس بھی ہوا کہ مجھے بطور سزا بھی یہ اقدام نہیں کرنا چاہئے تھا جس پر انہوں نے اظہار ندامت بھی کیا۔"

(ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل ،صفحہ49،دارلسلام ،لاہور)

حالانکہ یہ بہت ضعیف قول ہے۔ اگر واقعی ندامت ہوئی ہوتی تو آپ اسے ختم فرمادیتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں نافذ فرمایا تھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس پر اجماع کیا تھا اور یہ اجماع چند صحابہ کا نہیں تھا بلکہ یہ صحابہ کرام کا اجماع سکوتی تھا کسی صحابی کی مخالفت ثابت نہیں۔ اہل حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کی رائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف تھی درست نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس اجماع میں شامل ہیں چنانچہ المنتقی شرح موطا میں ہے "والدلیل علی ما نقوله إجماع

الصحابة لأن هذا مروی عن ابن عمر وعمران بن حصين وعبد الله بن مسعود وابن عباس وأبی هريرة وعائشة رضی الله عنهم ولا مخالف لهم وما روی عن ابن عباس فی ذلك من رواية طاوس قال فيه بعض المحدثين هو وهم ، وقد روی ابن طاوس عن أبيه عن ابن وهب خلاف ذلك۔۔ فقد رجع ابن عباس إلى قول الجماعة وانعقد به الإجماع" ترجمہ: تین اکٹھی طلاقوں کے ہونے پر ہم نے اجماع صحابہ کو نقل کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ مروی ہے حضرت ابن عمر، عمران بن حصین، عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، ابوہریرہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے اور کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔ جو طاؤس کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی گئی بعض محدثین نے فرمایا وہ وہم ہے۔ اور تحقیق ابن طاوس اپنے والد سے وہ ابن وہب سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قول جماعت کی طرف رجوع کر لیا تھا اور اس پر اجماع منعقد ہوگیا۔

(المنتقی شرح موطا، کتاب الطلاق ،جلد4،صفحہ3،مطبعة السعادة ، مصر)

ایک توجیہ یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول غیر مدخولہ عورت کے متعلق تھا۔ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں فرماتے ہیں "قال ابن عباس بل كان الرجل إذا طلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها جعلوها واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبی بكر وصدرا من إمارة عمر، فلما رأى الناس قد تتابعوا فيها قال: أجيزوهن عليهم)هذا لفظ أبی داود .وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاثا .ومن الأدلة فی ذلك ما فی مصنف ابن أبی شيبة والدارقطنی فی حديث

ابن عمر المتقدم (قلت :یا رسول الله أرأیت لو طلقها ثلاثا ؟ قال :إذا قد عصیت ربك وبانت منك امرأتك) وفي سنن أبي داود عن مجاهد قال :كنت عند ابن عباس فجاءه رجل فقال إنه طلق امرأته ثلاثا ، قال فسكت حتى ظننت أنه رادها إليه ، ثم قال ينطلق أحدكم فيركب الحموقة ثم يقول يا ابن الله يجعل له مخرجا) عصيت ربك وبانت منك امرأتك۔

وأسند عبد الرزاق (عن عبادة بن الصامت أن أباه طلق امرأته ألف تطليقة ، فانطلق عبادة فسأله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :بانت بثلاث في معصية الله تعالى ، وبقي تسعمائة وسبع وتسعون عدوانا وظلما ، إن شاء عذبه الله وإن شاء غفر له)۔۔ وقد أثبتنا النقل عن أكثرهم صريحا بإيقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق إلا الضلال" ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا جب بغیر خلوت کے تین طلاقیں اکٹھی دیں جائیں تو وہ ایک ہوتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ابتدائی دور میں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھا کہ لوگ اس میں تین کا ارادہ کرتے ہیں تو تین اکٹھی نافذ کر دیں۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں اور جمہور صحابہ وتابعین اور بعد کے ائمہ اس طرف گئے کہ تین اکٹھی دی ہوئیں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور اس پر دلائل ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ اور دار قطنی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارگاہ میں عرض کی کیا فرماتے ہیں اس بارے میں کہ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دوں؟ فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی۔ امام مجاہد سے سُنن ابی داؤد میں مروی ہے کہ

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس موجود تھا تو ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ہیں، مجاہد کہتے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کچھ دیر خاموش رہے تو میں نے خیال کیا کہ شاید ابن عباس سائل کو بیوی واپس کر دیں گے، تو کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا تم میں سے بعض لوگ بیوی کو طلاق دیتے ہوئے حماقت سے کام لیتے ہیں اور پھر اے ابن عباس اے ابن عباس کہتے ہیں، تو یاد رکھو اللہ تعالٰی نے فرمایا "جو شخص اللہ تعالٰی سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کے لئے کوئی سبیل پیدا فرما دیتا ہے، جبکہ تو نے اللہ تعالٰی کی نافرمانی کی ہے تیری بیوی تجھ سے لاتعلق ہوچکی ہے۔" عبدالرزاق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ ان کے باپ نے اپنی بیوی کو ہزار مرتبہ طلاق دی حضرت عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا تین سے وہ حرام ہوگئی اور باقی نوسوستانوے نافرمانی اور ظلم ہے، اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو وہ اس پر عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ تحقیق ہم نے تین اکٹھی دی ہوئی طلاقوں کے واقع ہونے پر کثیر صحابہ کا اجماع ثابت کر دیا اور کسی صحابی کا اس میں اختلاف ظاہر نہیں تو بعد حق کے کیا رہ گیا مگر گمراہی۔

(فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ ،جلد3،صفحہ330،نوریہ رضویہ سکھر)

بعض علماء نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس فعل کو منسوخ کیا۔ جبکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ثابت کرتے ہیں کہ آپ نے یہ فعل منسوخ نہ کیا تھا بلکہ حالات کے بدلنے کے ساتھ حکم بدل گیا چنانچہ لکھتے ہیں "أن ركانة طلق ثلاثا فجعلها واحدة ، فرواية ضعيفة عن قوم مجهولين وإنما الصحيح منها ما قدمناه أنه طلقها البتة ولفظ (البتة) محتمل للواحدة وللثلاث۔۔وأما حديث ابن عباس

فاختلف العلماء في جوابه وتأويله ، فالأصح أن معناه أنه كان في أول الأمر إذا قال لها: أنت طالق أنت طالق أنت طالق ، ولم ينو تأكيدا ولا استئنافا يحكم بوقوع طلقة لقلة إرادتهم الاستئناف بذلك فحمل على الغالب الذي هو إرادة التأكيد ، فلما كان في زمن عمر رضي الله عنه و كثر استعمال الناس بهذه الصيغة وغلب منهم إرادة الاستئناف بها حملت عند الإطلاق على الثلاث عملا بالغالب السابق إلى الفهم منها في ذلك العصر .وقيل المراد أن المعتاد في الزمن الأول كان طلقة واحدة وصار الناس في زمن عمر يوقعون الثلاث دفعة فنفذه عمر ، فعلى هذا يكون إخبارا عن اختلاف عادة الناس ، لا عن تغير حكم في مسألة واحدة .

قال المازري وقد زعم من لا خبرة له بالحقائق أن ذلك كان ثم نسخ ،قال: وهذا غلط فاحش لأن عمر رضي الله عنه لا ينسخ ولو نسخ وحاشاه لبادرت الصحابة إلى إنكاره ، وإن أراد هذا القائل أنه نسخ في زمن النبي صلى الله عليه وسلم فذلك غير ممتنع ، ولكن يخرج عن ظاهر الحديث لأنه لو كان كذلك لم يجز للراوي أن يخبر ببقاء الحكم في خلافة أبي بكر وبعض خلافة عمر .فإن قيل فقد يجمع الصحابة على النسخ فيقبل ذلك منهم ،قلنا: إنما يقبل ذلك لأنه يستدل بإجماعهم على ناسخ ، وأما أنهم ينسخون من تلقاء أنفسهم فمعاذ الله لأنه إجماع على الخطأ وهم معصومون من ذلك .فإن قيل :فلعل النسخ إنما ظهر لهم في زمن عمر .قلنا: هذا غلط أيضا،لأنه يكون قد حصل الإجماع على الخطأ في زمن أبي بكر " ترجمہ: حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تین طلاقیں دیں اور اسے ایک کیا گیا یہ روایت ضعیف مجہول راویوں سے نقل ہے۔ صحیح یہی ہے جسے ہم نے پہلے ذکر کیا کہ حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو لفظ بتہ کے ساتھ طلاق دی تھی جو تین اور ایک کا احتمال رکھتا تھا۔ باقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے متعلق علماء نے مختلف جواب اور تاویلیں کی ہیں اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ جب شوہر نے اپنی بیوی کو کہا، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے اور نہ تاکید کی نیت کی نہ ازسرِ نو دینے کی نیت کی تو ایک طلاق کے واقع ہونے کا حکم دیا جاتا تھا کیونکہ ان کا ارادہ ازسرِ نو دینے کا کم ہوتا تھا اس لئے اسے رواج کے مطابق تاکید پر محمول کیا گیا۔ پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، کے الفاظ کا استعمال زیادہ ہو گیا اور غالب طور پر اس سے ازسرِ نو طلاق کی نیت ہوتی تھی اس لئے اسے تین طلاقوں پر محمول کیا گیا۔ یہ اس دور میں سابقہ غالب فہم کے مخالف تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ پہلے لوگ دیتے ہی ایک طلاق تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں نے اکٹھی تین طلاقیں دینا شروع کر دیں اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نافذ کر دیا۔ تو یہ مختلف روایات لوگوں کی عادت کے اختلاف کی بنا پر ہیں نہ کہ ایک مسئلہ میں حکم بدلنے پر ہیں۔

امام مازی فرماتے ہیں کہ جن کو ان حقائق کی خبر نہ تھی انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ پہلے تین ایک سمجھی جاتی تھیں پھر یہ حکم منسوخ کر دیا، یہ فاحش غلطی ہے اسلئے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منسوخ نہیں کر سکتے اور اگر انہوں نے یہ حکم منسوخ کیا ہوتا تو صحابہ کرام اس کا انکار کرتے۔ اگر قائل یہ کہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں منسوخ ہو چکا تھا تو یہ غیر ممنوع ہے لیکن اس سے ظاہر حدیث خارج ہو جائے گی کیونکہ اگر

ایسا ہوتو روای کے لئے جائز نہیں کہ وہ یہ خبر دے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اوائل دور میں یہ حکم باقی تھا۔اگر یہ کہا جائے کہ تمام صحابہ نے حضرت عمر فاروق کے منسوخ کرنے پر اجماع کرلیا تھا یہ بات قبول کرلی جائے گی ۔ہم اسے قبول کرتے ہیں کہ یہ منسوخ ہونے پر اجماع صحابہ کی دلیل ہے۔لیکن یہ معاذ اللہ اپنی مرضی سے منسوخ کرنا ٹھہرے گا اور صحابہ کرام کا خطاء پر اجماع ہوگا جبکہ وہ اس سے محفوظ ہیں۔اگر یہ کہا جائے کہ شاید منسوخ ہونے کا علم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہوا تھا تو ہم کہیں گے یہ بھی غلط ہے کہ اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا خطا پر اجماع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(شرح مسلم ، کتاب الطلاق ،باب طلاق الثلاث ،جلد 1،صفحہ 478، قدیمی ، کراچی)

شرح معانی الآثار میں ہے "فخاطب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذلک الناس جمیعا و فیھم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و رضی اللہ تعالیٰ عنھم الذین قد علموا ما تقدم من ذلک فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فلم ینکرہ علیہ" ترجمہ:حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام لوگوں سے اس کے متعلق خطاب کیا اوران لوگوں میں اصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے جو اس حکم سے پہلے کے حال کے متعلق آگاہ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تھا۔انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے سے انکار نہیں کیا۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الطلاق ،جلد2،صفحہ35،مکتبہ رحمانیہ ،لاہور)

تین طلاقوں کے متعلق ائمہ ومجتہدین کا مذہب

اس پر احادیث اور محدثین وفقہاء کی تصریح ہے کہ ایک مجلس میں اکٹھی تین

طلاقیں دی جائیں تو وہ نافذ ہوجاتی ہیں۔علامہ صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے میں اختلاف کرنے والے سے متعلق وضاحت سے لکھا ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے وقوع نہ ہونے پر سوائے ابن تیمیہ کے کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ یہ مجلس واحد میں تین طلاقوں کے دیئے جانے کی صورت میں ایک طلاق کے وقوع کا قائل ہے آئمہ مذہب نے اسکا رد بلیغ فرمایا چنانچہ لکھتے ہیں "اما القول بان الطلاق الثلاث فی مرۃ واحدۃ لا یقع الا طلقۃ فلم یعرف الا لابن تیمیۃ من الحنابلۃ ، وقد رد علیہ أئمۃ مذھبہ حتی قال العلماء انہ الضال المضل ۔" ترجمہ:باقی یہ کہنا کہ اکٹھی تین طلاقیں دیں جائیں تو ایک واقع ہوتی ہے یہ مذہب سوائے ابن تیمیہ جو حنابلہ میں سے ہے کسی کا نہیں (حالانکہ حنبلی مسلک میں تین اکٹھی طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔)اور ائمہ کرام نے اس کا رد کیا ہے یہاں تک کہ علماء نے فرمایا جو تین کو ایک سمجھے وہ گمراہ اوردوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

(تفسیر صاوی، جلد1، صفحہ 195،مکتبہ رحمانیہ ،لاہور)

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں "وقد اختلف فیمن قال لامرأتہ انت طالق ثلاثاً فقال الشافعی و مالک وابو حنیفہ واحمد وجماھیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث" ترجمہ:اختلاف کیا گیا اس میں جو اپنی بیوی کو کہے تو تین طلاقوں والی ہے اور امام شافعی ،امام مالک ،امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور علمائے کرام نے فرمایا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے تین واقع ہوجاتی ہیں۔ (نووی شرح صحیح مسلم ،جلد1،صفحہ478، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

شرح ابن بطال میں رفاعہ والی حدیث کے تحت ہے "اتفق أئمۃ الفتوی علی لزوم إیقاع طلاق الثلاث فی کلمۃ واحدۃ، فإن ذلک عندھم مخالف للسنۃ،

وهو قول جمهور السلف، والخلاف في ذلك شذوذ، وإنما تعلق به أهل البدع " ترجمہ: ائمہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ تین اکٹھی طلاقیں دی جائیں تو تینوں ہی نافذ ہو جاتی ہیں اگرچہ اکٹھی تین طلاقیں دینا خلاف سنت ہے اور یہ جمہور علماء سلف کا قول ہے۔ اس کا خلاف اسلاف کے مخالف ہے اور شاذ ہے اور ایسا کہنے والے گمراہ ہیں۔

(شرح ابن بطال، کتاب الطلاق، جلد 7، صفحہ 390، مکتبۃ الرشد، الریاض)

اہل حدیث اپنے فتاوی اور کتابوں میں صفحے بڑھانے کے لئے زبردستی بعض فقہاء و محدثین کے نام لکھ دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک بھی اکٹھی تین طلاقیں دینے سے ایک ہوتی ہے۔ وہابیوں کا ایک فتوی دیکھا کہ علامہ عینی کا بھی یہی مذہب بتایا ہے۔

اصل بات یہ ہے جیسا کہ پہلے بتایا فقہاء کرام اور محدثین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا جائز ہے یا ناجائز ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ جائز ہے اور ایک یہ کہتا ہے کہ ناجائز ہے۔ جو کہتے ہیں اکٹھی تین دینا جائز ہے ان کی دلیل یہ احادیث ہیں۔ دار قطنی میں ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ نے "طلق امرأته فاطمة بنت قيس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث تطليقات في كلمة واحدة فأبانها منه النبي صلى الله عليه وسلم ولم يبلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم عاب ذلك عليه" ترجمہ: اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق کردی اور ہمارے تک یہ بات نہیں پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکٹھی تین طلاقیں دینے پر کوئی عیب لگایا ہو۔

(الدارقطنی، کتاب الطلاق والخلع والایلاء، جلد 5، صفحہ 23، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "طلق امرأته تماضر بنت

الأصبغ الكلبية وهي أم أبي سلمة ثلاث تطليقات في كلمة واحدة فلم يبلغنا أن أحدا من أصحابه عاب ذلك" ترجمہ: اپنی بیوی تماضر بنت اصبغ کلبیہ جو کہ ابو سلمہ کی والدہ تھیں انہیں ایک کلمہ میں اکٹھی تین طلاقیں دیں اور ہمارے تک کوئی خبر نہیں پہنچی کہ ان کے اصحاب نے اس عمل کو معیوب سمجھا ہو۔

(الدارقطنی، کتاب الطلاق والخلع والایلاء، جلد 5، صفحہ 23، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

جمہور کہتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ ہے جس پر کثیر احادیث پیش کی جا چکی ہیں۔ لیکن تینوں طلاقوں کے واقع ہونے میں یہ دونوں گروہ متفق ہیں۔ اسی طرح بعض کے نزدیک تین طلاقیں ایک کے حکم میں ہیں، بعض کے نزدیک ایک بھی واقع نہیں ہوتی۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے علماء کی طرح ان گروہوں کے نظریات لکھے جس میں انہوں نے ان کا بھی ذکر کیا جن کے نزدیک تین ایک ہوتی ہیں۔ وہابیوں نے اس نقل کرنے کو علامہ عینی کا مذہب سمجھ لیا۔ اس لئے علامہ عینی کا اصل مذہب کیا ہے اور وہ تین کو ایک کہنے والے کے متعلق کیا لکھتے ہیں پیش کیا جاتا ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے "هذا باب في بيان من أجاز تطليق المرأة بالطلاق الثلاث دفعة واحدةو في رواية أبي ذر باب من جوز الطلاق الثلاث وهذا أوجه واضح ووضع البخاري هذه الترجمة إشارة إلى أن من السلف من لم يجوز وقوع الطلاق الثلاث وفيه خلاف فذهب طاووس ومحمد بن إسحاق والحجاج بن أرطأة والنخعي وابن مقاتل والظاهرية الى أن الرجل إذا طلق امرأته ثلاثا معا فقد وقعت عليها واحدة واحتجوا في ذلك بما رواه مسلم من حديث طاووس أن أبا الصهباء قال لابن عباس العلم إنما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبي وأبي بكر وثلاثا

من إمارة عمر فقال ابن عباس نعم وأخرجه الطحاوی أيضا وأبو داود والنسائی
وقيل لا يقع شیء ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم
الأوزاعی والنخعی والثوری وأبو حنيفة وأصحابه ومالك وأصحابه ومالك
وأصحابه والشافعی وأصحابه وأحمد وأصحابه وإسحاق وأبو ثور وأبو عبيد
وآخرون كثيرون عل أن من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولكنه يأثم وقالوا من
خالف فيه فهو شاذ مخالف لأهل السنة وإنما تعلق به أهل البدع" ترجمہ: یہ باب
اس بیان میں ہے جو اکٹھی تین طلاقیں دینے کو جائز کہتے ہیں اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
روایت میں باب جو طلاق ثلاثہ کے جواز کے قائل ہیں اور یہ زیادہ راجح اور واضح ہے اور
امام بخاری کا اس باب کو باندھنا اشارہ ہے اس طرف کہ اسلاف میں سے بعض تین طلاقیں
واقع ہونے کو جائز نہیں کہتے اور اس میں اختلاف ہے۔ طاؤس، محمد بن اسحاق، حجاج بن
ارطاۃ اور نخعی، ابن مقاتل اور ظاہریہ اس طرف گئے کہ جب شوہر بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں
دے تو ایک واقعہ ہوتی ہے۔ اس پر دلیل پکڑی وہ جو امام مسلم نے حدیث طاؤس میں
روایت کی کہ ابو صہبا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا جانتے ہیں کہ حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق کی تین سالہ
دور میں تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں، تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہاں۔
اس حدیث کو امام طحاوی نے روایت کیا اور ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ
ایک بھی واقع نہیں ہوتی۔ مذہب جمہور علماء جو تابعین میں سے ہیں اور ان کے بعد ہیں امام
اوزاعی، نخعی، ثوری، ابوحنیفہ اور امام مالک کے اصحاب اور امام شافعی کے اصحاب اور امام احمد
کے اصحاب اور اسحاق، ابوثور اور ابو عبید کے اصحاب اور کثیر متاخرین علماء نے فرمایا جو اپنی

بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے وہ واقع ہو جاتی ہیں اور دینے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ اور فرمایا
ان بزرگوں نے جو اس مذہب (تین اکٹھی طلاقوں کے واقع ہونے) کی مخالفت کرے وہ
مذہب شاذ اور اہل سنت کے مخالف ہے اور بدعتیوں کے گروہ سے ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الطلاق، طلاق الثلاث، جلد20، صفحہ331، مکتبہ رشدیہ، کوئٹہ)

برصغیر پاک و ہند کے مفتیانِ کرام کے فتاویٰ

تمام دنیا کے جید مفتیانِ کرام کی طرح برصغیر پاک کے مفتیانِ کرام نے بھی ایک
مجلس میں دی گئیں اکٹھی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کیا ہے۔ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ
الرحمٰن فرماتے ہیں: ''ایک ساتھ تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ زید گناہگار ہوا اور عورت اس
کے نکاح سے ایسی خارج ہوئی کہ اب بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگر
یونہی رجوع کر لیا بلا حلالہ نکاح جدید باہم کر لیا تو دونوں مبتلائے حرامکاری ہوں گے اور عمر
بھر حرام کاری کریں گے۔'' (فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ410، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صاحب بہار شریعت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''صورت مذکورہ
میں کہ زید نے تین مرتبہ یہ کہا کہ ''ہم نے اس عورت کو چھوڑ دیا'' اس سے تین طلاقیں واقع
ہو گئیں۔ طلاق کی عدت پوری کر کے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔''

(فتاوی امجدیہ، جلد2، صفحہ218، مکتبہ رضویہ، کراچی)

شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے سوال ہوا ''زید نے
غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے کہا تجھے طلاق طلاق طلاق دی۔ از روئے شرع زوجہ مذکورہ
کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''صورت مستفسرہ میں بے شبہ طلاق

ہوگئی عورت مطلقہ بسہ طلاق ہوگئی۔اب زید کو اس پر کوئی دسترس نہ رہی وہ دونوں اجنبی و اجنبیہ ہوگئے۔عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوگئی کہ اب بے حلالہ کبھی اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے معمولی غصہ طلاق نہ ہونے کا سبب کیونکر ہو سکتا ہے۔'' (فتاوی مصطفویہ ،صفحہ 329،شبیر برادرز ،لاہور)

مفتی محمد اجمل قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ تین طلاقوں کے تین ہونے پر دلائل دیتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:''خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت کریمہ اور ان دس احادیث شریفہ سے آفتاب کی طرح ثابت ہوگیا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے تو بلاشک اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔نہ ان تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا جائے گا نہ مرد کو رجعت کا حق حاصل ہوگا۔بلکہ یہ عورت ایسی حرام ہوجائے گی کہ اس سے بغیر حلالہ کئے پھر نکاح نہیں ہوسکتا۔اس عورت پر طلاق رجعی نہیں بلکہ طلاق مغلظہ واقع ہوگی۔اگرچہ یہ شخص طلاق بدعی واقع کرنے کی بنا پر گنہگار ضرور ہوگا۔تو یہ مذہب قرآن اور احادیث سے ثابت ہوا اور جمہور صحابہ و تابعین ،ائمہ مسلمین ،اربعہ مجتہدین اور سلف و خلف صالحین کا یہی مذہب ہے۔'' (فتاوی اجملیہ، جلد3،صفحہ137،شبیر برادرز ،لاہور)

صاحب فتاوی نوریہ مفتی نوراللہ بصیری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا''کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کو بایں الفاظ طلاق دیتا ہے تین دفعہ یا اس سے بھی زائد یہ الفاظ کہے میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں، نے تجھے طلاق دی پھر یہ الفاظ کہے تو مجھ پر حرام ہے ،تو مجھ پر حرام ہے،تو مجھ پر حرام ہے۔اب شریعت مبارک کی رو سے یہ عورت اپنے خاوند کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟اگر نکاح میں آسکتی ہے تو یہ طلاق کونسی واقع ہوئی بائن

یا مغلظہ یا رجعی؟''

اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:''شرعاً یہ طلاق طلاق مغلظ ہے لہذا بدون حلالہ وہ شخص نکاح بھی نہیں کرسکتا قرآن کریم میں ہے ﴿الطلاق مرّتن﴾ یعنی وہ طلاق جس کے بعد رجوع ہوسکتا ہے دو طلاقیں ہیں۔آگے فرمایا ﴿فان طلقها فلاتحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره﴾ یعنی اگر تیسری طلاق دیدے تو وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں ہاں حلالہ کرے تو حلال ہوسکتی ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے" اذا قال لامرأته انت طالق و طالق و طالق ولم یعلقه بالشرط ان کانت مدخولة طلقت ثلاثا" ہاں اگر وہ مرد اور عورت نکاح کے بعد کسی مکان میں اکیلے نہیں ہوئے اور نزدیکی نہیں کی تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہوئی اور بلا حلالہ نکاح ہوسکتا ہے۔اسی (فتاوی عالمگیری) میں ہے "وان کانت غیر مدخولة طلقت واحدة"

رہا غصہ تو وہ وقوع طلاق سے مانع نہیں کہ عموماً طلاق دی ہی غصہ سے جاتی ہے کوئی شخص جو اپنی بیوی سے راضی خوشی ہو طلاق نہیں دیتا اور یہی وجہ ہے کہ الفاظ کنایہ میں غصہ دلیل طلاق ہے۔''

(فتاوی نوریہ ،جلد3،صفحہ133،دارالعلوم حنفیہ فریدیہ ،بصیر پور اوکاڑہ)

مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک ،امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے نزدیک تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے بھی تین طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں۔غیر مقلدین غلط فتوی دیتے ہیں۔تین طلاق دینے کے بعد بیوی سے بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو

سکتا۔" (وقار الفتاوی، جلد3، صفحہ165، بزم وقارالدین، کراچی)

مفتی منیب الرحمٰن صاحب تفہیم المسائل میں فرماتے ہیں: "ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ شرعاً تین ہی شمار ہوتی ہیں۔اس پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔اور طلاق ثلاثہ مغلظہ کے بعد شوہر کے لئے اپنی بیوی کے ساتھ عدت کے اندر بھی وطی حرام ہے۔"

(تفہیم المسائل، جلد1، صفحہ254، ضیاء القرآن، لاہور)

تین کو ایک کہنے والوں کے دلائل اور اس کے جوابات

تین کو ایک ماننے والوں کی بنیادی دلیل ایک حدیث ہے۔اس حدیث سے کیا تین ایک ہونے کا جواز نکلتا ہے؟ اس کا تفصیلاً جواب آگے دیا جاتا ہے۔اسکے علاوہ اہل حدیث اپنی کتب میں اس مسئلہ میں قرآن وحدیث سے دلائل نہیں دیتے کیونکہ قرآن وحدیث اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے صراحت کے ساتھ ان کا رد ہوتا ہے۔حنفیوں پر یہ جھوٹا طعن کرتے ہیں کہ یہ امام ابوحنیفہ کی تقلید میں احادیث کو نہیں مانتے اور خود اس مسئلہ میں احادیث، صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمر فاروق، محدثین وفقہاء کرام کو چھوڑ کر ابن تیمیہ کی تقلید کر رہے ہیں۔اہل حدیث اپنی کتب اور فتاوی میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تین طلاقوں کا مسئلہ شروع سے ہی اختلافی ہے اور دھکے سے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بعض علماء کرام کو اس میں شمار کرتے ہیں۔اپنے دلائل میں چند عصر حاضر کے اہل علم حضرات کی بھی رائے کو پیش کرتے ہیں۔اہل سنت والوں نے اپنے پاس سے تین کو تین ہی شمار نہیں کیا بلکہ یہ قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔لہذا یہ کسی کا گھر برباد کرنا نہیں بلکہ اسے برباد ہونے اور عورت کو کھیل بنانے سے بچانا ہے۔

تین کو ایک ماننے والوں کی بنیادی حدیث حضرت رکانہ رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے

اور یہ حدیث تین مختلف متن کے ساتھ ہے۔ایک روایت مسند احمد کی یہ ہے "عن ابن عباس قال طلق رکانة بن یزید امرأته ثلاثا فی مجلس واحد، فحزن علیها حزنًا شدیدًا، فسأله النبی، علیه السلام کیف طلقتها؟ قال ثلاثًا فی مجلس واحد، قال إنما تلك واحدة، فارتجعها إن شئت، فارتجعها" ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے رکانہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور پھر اس بات سے غمگین ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر اس بارے میں دریافت کیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے کیسے طلاق دی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تین طلاقیں اکٹھی دیں ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک طلاق ہے۔اگر تم چاہو تو اپنی زوجہ سے رجوع کر لو تو انہوں نے رجوع کر لیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رجوع کا کہا تو عرض کیا" إنی طلقتها ثلاثا یا رسول الله قال قد علمت راجعها وتلا (یا أیها النبی إذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن) "ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسے تین طلاقیں دی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں۔اس سے رجوع کر لو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، جلد1، صفحہ317، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

تیسری روایت جسے امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ رضی اللہ تعالی عنہم نے بھی اپنی صحاح میں روایت کیا یہ ہے "عن عبد الله بن یزید بن رکانه عن ابیه عن

جدہ قال اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فقلت یارسول اللہ انی طلقت بامرأتی البتۃ فقال ماأردت بھا فقلت واحدۃ فقال واللہ قلت واللہ قال فھو ما اردت" ترجمہ: حضرت عبداللہ اپنے والد سے اور وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دیدی ہے۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا؟ تو میں نے عرض کی کہ" ایک (طلاق)" فرمایا: (کیا) اللہ کی قسم؟ تو میں نے عرض کی کہ اللہ کی قسم تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو وہی ہے کہ جس کا تم نے ارادہ کیا۔

(جامع الترمذی، ابواب الطلاق واللعان، جلد 1، صفحہ 352، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

جواب پڑھنے سے پہلے طلاق کے نفاذ کی صورتیں سمجھ لیں۔ طلاق کے نفاذ کی تین صورتیں پیش کی جاتی ہیں:۔

(1) جس عورت سے صحبت ہو چکی ہو اس کو اگر صریح الفاظ مثلاً میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی یا یوں کہا تجھے میں نے تین طلاقیں دیں۔ تو اس سے عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے اب بغیر حلالہ کے رجوع کی کوئی صورت نہیں جس پر کثیر احادیث پیش کی جا چکی ہیں۔

(2) اسی طرح اگر نکاح ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی یعنی غیر مدخولہ ہے اور شوہر نے اپنی بیوی کو کہا میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی تو اس صورت میں پہلی طلاق پر عورت بائنہ ہو گی اور باقی طلاقیں لغو گئیں لہٰذا صرف ایک طلاق واقع ہوئی بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ اگر یوں کہے میں نے تمہیں تین طلاقیں دیں تو اس طرح

کہنے سے تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو قول ہے کہ پہلے تین ایک ہوتی تھی اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے چنانچہ ابوداؤد کتاب الطلاق "باب نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلث" میں ہے کہ ابوصہبا نے عبداللہ ابن عباس سے پوچھا کہ آپ کو خبر نہیں کہ زمانہ نبوی اور زمانہ صدیقی اور شروع خلافت فاروقی میں جو کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو ایک ہی مانی جاتی تھی۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں" بلیٰ کان الرجل اذا طلق امراتہ ثلثا قبل ان یدخل بھا جعلوھا واحدۃعلی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وابی بکر و صدرا من امارۃ عمر فلما رای الناس قد تتابعوا فیھا قال اجیز وھن علیھم" ترجمہ: ہاں شوہر ہمبستری سے قبل تین طلاقیں دیتا تھا وہ ایک ہوتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوائل دور میں پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ لوگ ایک لفظ سے اکٹھی تین طلاقیں دیتے ہیں تو آپ نے ان تینوں طلاقوں کو نافذ فرما دیا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، جلد 1، صفحہ 317، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

(3) اگر شوہر نے اپنی بیوی کو کنایہ الفاظ مثلاً عدت شمار کر، عدت شمار کر، عدت شمار کر تین مرتبہ کہا اس میں پہلے لفظ پر ایک طلاق کی نیت کرنے سے عورت بائنہ ہو گی اور باقیوں میں اگر اب نیت کرے بھی وہ واقع نہ ہوں گی۔ اگر دو کی نیت کی تب بھی صرف ایک واقع ہو گی۔ اگر پہلے لفظ سے اس نے اکٹھی تین طلاقیں دینے کی نیت کر لی تو تین واقع ہو جائیں گی۔ یونہی اگر کہا 'دور ہو' اس میں اس نے تین طلاقوں کی نیت کی تو عورت سے میاں بیوی والا معاملہ ہوا ہو یا نہیں عورت پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور بغیر حلالہ کے رجوع

کی کوئی صورت نہیں اور اگر شوہر کہے میری اس میں ایک کی نیت تھی تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیا جائے گا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رکانہ رضی اللہ تعالی عنہ سے قسم لی۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"روی عن عمر بن الخطاب أنه جعل البتة واحدة وروی عن علی أنه جعلها ثلاثا و قال بعض أهل العلم فيه نية الرجل إن نوی واحدة فواحدة وإن نوی ثلاثا فثلاث وإن نوی ثنتين لم تكن إلا واحدة"ترجمہ:حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ وہ طلاق بتہ کو ایک ٹھہراتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اسے تین طلاقیں ٹھہراتے تھے۔بعض اہل علم حضرات (حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہما کے اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں) اس میں آدمی کی نیت معتبر ہے اگر اس نے ایک کی نیت سے کہا تو ایک طلاق اگر تین کی نیت سے کہا تو تین طلاق ہے۔اگر دو طلاقوں کی نیت سے کہا تو دو نہ ہوں گی بلکہ ایک طلاق ہوگی۔

(جامع الترمذی،ابواب الطلاق واللعان،جلد1،صفحہ 352،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

معرفۃ السنن والآثار للبیہقی"عن الشعبی، عن رياش بن عدي الطائي قال أشهد أن عليا، جعل البتة ثلاثا"ترجمہ:حضرت امام شعبی حضرت ریاش بن عدی طائی سے روایت ہے فرماتے ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے طلاق بتہ کو تین شمار کیا۔

(معرفۃ السنن،کتاب الخلع والطلاق،جلد11،صفحہ50،دار الوفاء،القاہرہ)

ایک جگہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالے سے نیت کی صراحت ہے چنانچہ بیہقی شریف میں ہے"عن علی رضی الله عنه قال الخلية والبرية والبتة والبائن

والحرام إذا نوى فهو بمنزلة الثلاث"ترجمہ:حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے جگہ خالی کر،دور ہو،تو علیحدہ ہے،تو حرام ہے۔جب تین کی نیت سے کہا تو تین طلاقیں ہو جائیں گی۔

(السنن الکبری، کتاب الخلع والطلاق،جلد7،صفحہ564،دار الکتب العلمیۃ،بیروت)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے"عن جابر عن عامر في رجل قال لامرأته اعتدي اعتدي ثلاثا قال هي واحدة"ترجمہ:حضرت جابر سے روایت ہے حضرت عامر سے پوچھا گیا شوہر بیوی کو کہے عدت شمار کر،عدت شمار کر،عدت شمار کر تو اس سے کتنی طلاقیں ہونگی؟فرمایا ایک طلاق ہوگی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،کتاب الطلاق،جلد4،صفحہ23،مکتبہ امدادیہ،ملتان)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے"عن الحكم وحماد قال إذا قال الرجل لامرأته اعتدي اعتدي وقال إني نويت واحدة فواحدة"ترجمہ:حضرت حکم وحماد فرماتے ہیں جب شوہر اپنی بیوی کو کہے عدت شمار کر،عدت شمار کر اور کہے میری نیت ایک طلاق دینے کی تھی تو یہ ایک طلاق ہوگی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،کتاب الطلاق،جلد4،صفحہ23،مکتبہ امدادیہ،ملتان)

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث تین متن کے ساتھ ہے اب ایک کو لینے اور دوسرے کو چھوڑنے کے لئے دلیل چاہئے۔اصل میں حضرت رکانہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی جو تین اور ایک کا احتمال رکھتی تھی اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے نیت پوچھی اور محدثین نے اسی حدیث کو زیادہ صحیح کہا ہے۔اہل حدیث پہلے دو متن والی حدیثوں کو اپنی دلیل بناتے ہیں اور تیسری کو بھی اپنی دلیل بنانے کی کوشش

کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی طلاق نافذ کی حالانکہ اہل حدیث مطلقاً ہر تین طلاقوں کو ایک شمار کر کے لوگوں کو فتویٰ جاری کر دیتے ہیں جو کہ قرآن و حدیث کے مخالف ہے اور حدیث کو نہ سمجھنے کے سبب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیت پوچھی آپ بتائیں کبھی اہل حدیثوں نے شوہر سے نیت پوچھی ہے کہ تمہاری نیت اس میں کتنی طلاقوں کی تھی؟ یہ تو مطلقاً تین کو ایک شمار کرتے ہیں حالانکہ اگر حضرت رکانہ کہہ دیتے کہ میری اس سے تین طلاقیں مراد تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تینوں کو نافذ کر دیتے جیسا کہ فقہائے کرام نے اس مسئلہ میں فرمایا ہے چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں "فھذا دلیل علی أنه لو أراد الثلاث لوقعن وإلا فلم یکن لتحلیفه معنی" ترجمہ: یہ حدیث اس بات کی دلیل کہ اگر حضرت رکانہ تین کا ارادہ کرتے تو تین واقع ہو جاتیں اور ان سے قسم لینے کا کوئی فائدہ ہی نہ تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الطلاق، جلد1، صفحہ478، قدیمی کتب خانہ، لاہور)

اسکے علاوہ حدیثِ رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی وجوہات سے قابلِ استدلال نہیں ہے۔ وہ وجوہات درج ذیل ہیں:۔

(1) پہلی دو حدیثوں کے متن دیگر صحیح احادیث کے مقابلے میں درست نہیں ہے

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف کو امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اپنی صحاح میں روایت کیا ہے مگر ان میں تین طلاقوں کے بجائے صرف ایک طلاق کا ذکر ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں "انی طلقت امرأتی البتة فقال ما اردت بها فقلت واحدة فقال واللہ قلت واللہ قال فهو ما اردت" ترجمہ: میں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دیدی ہے۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ تم نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا تو میں نے عرض کی کہ ایک کا تو فرمایا: اللہ کی قسم، میں نے عرض کی کہ اللہ کی قسم۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو وہی ہے جس کا تم نے رادہ کیا۔

(جامع الترمذی، ابواب الطلاق واللعان، جلد1، صفحہ 352، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

(2) امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسند احمد بن حنبل کی حدیث پر دیگر روایتوں کو زیادہ صحیح فرمایا کہ جن میں ایک طلاق کا ذکر ہے اس کی وجہ ترجیح ان الفاظ میں بیان فرمائی "قال ابوداؤد وهذا اصح من حدیث ابن جریج ان رکانة طلق امرأة ثلاثاً لانهم اهل بیته وهم اعلم به وحدیث ابن جریج رواه عن بعض بنی ابی رافع عن عکرمه عن ابن عباس" ترجمہ: امام ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یزید بن رکانہ سے مروی حدیث زیادہ صحیح ہے بمقابلہ اس حدیث کے جو کہ جریج سے مروی ہے کہ رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں تھیں۔ کیونکہ یہ حضرات اہل بیت سے ہیں اور گھر کے افراد ہی اندر کی بات کو زیادہ جانتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، جلد1، صفحہ317، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

امام ترمذی اور امام ابوداؤد رحمہما اللہ تعالیٰ نے یہی حدیث مختلف اسناد سے حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند یزید سے اور ان کے بعد عبد اللہ سے روایت کی ہے جو کہ حضرت رکانہ کے پوتے ہیں۔ مگر ان روایتوں میں کہیں بھی تین کا ذکر نہیں ہے۔ جبکہ مسند احمد بن حنبل میں یہ حدیث جریج سے روایت کی گئی ہے اس میں تین طلاق کا ذکر ہے۔ یہ ایک معقول بات ہے کہ اگر کسی خبر میں اختلاف ہو جائے تو قریبی لوگوں ہی کی بات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ چنانچہ صورت مذکورہ میں بھی رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہلبیت سے مروی حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وأما الرواية التي رواها المخالفون ، أن ركانة طلق ثلاثا فجعلها واحدة ، فرواية ضعيفة عن قوم مجهولين وإنما الصحيح منها ما قدمناه أنه طلقها البتة ولفظ (البتة) محتمل للواحدة وللثلاث" ترجمہ: وہ حدیث جو مخالفین روایت کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ نے تین طلاقیں دیں تھیں ان کو ایک کر دیا گیا یہ روایت مجہول لوگوں سے ضعیف ہے اور صحیح وہی ہے جو ہم نے پیچھے بیان کیا کہ حضرت رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور لفظ بتہ تین اور ایک کا احتمال رکھتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب الطلاق، جلد 1، صفحہ 478، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

مسند احمد بن حنبل میں مروی حدیث علماء کے نزدیک ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ "التلخیص الحبیر" میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسند احمد والی روایت کو مضطرب اور معلل قرار دیا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے اس کو تمہید میں ضعیف قرار دیا ہے۔ علامہ ابن جوزی مسند احمد میں رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق مروی حدیث میں لکھتے ہیں۔ ''یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔'' اس کی سند کا ایک راوی ابو اسحاق مجروح ہے۔ اور دوسرا راوی داؤد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی روایت سے بچنا واجب ہے۔ اور البتہ والی روایت (صحاح ستہ کی) صحت کے قریب ہے اور مسند احمد والی روایت میں راویوں کی غلطی ہے۔ علامہ ابو بکر رازی جصاص احکام القرآن میں فرماتے ہیں ''یہ حدیث منکر ہے۔'' بلکہ وہابیوں کے مولوی ابن باز جو سعودیہ کا مفتی ہے اس نے بھی رکانہ والی حدیث کو ضعیف قرار دے کر اس سے استدلال غیر صحیح قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: ''باقی رہی حدیث رکانہ تو وہ

اس مسئلہ میں صریح نہیں ہے۔ اس حدیث کی سند میں بھی کلام ہے کیونکہ اسے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے جیسا کہ تقریب، تہذیب اور دیگر کتابوں میں داؤد مذکور کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے۔''

(مقالات و فتاوی ابن باز، صفحہ 347، دار السلام، ریاض)

محدثین و فقہاء کرام کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ اب کوئی شخص ایسی روایت سے جو کہ قرآنی مفہوم کے خلاف ہے اور دیگر صحیح روایات سے متعارض ہے، استدلال کرے تو بڑا ناسمجھ کہلانے کا مستحق ہے۔ پھر حیرت ہے ان وہابیوں پر کہ بات بات پر مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگائیں اور ان سے اپنے دعوی میں سچے ہونے کے لئے بخاری، مسلم اور صحاح ستہ کی رٹ لگائیں لیکن جب لوگوں کو متاثر کرنے اور اپنے فرقے میں لانے کی بات آئے تو صحیح بخاری میں موجود حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طلاق ثلاثہ دینے کی مذکورہ بیان کردہ روایت اور صحاح ستہ کی مذکورہ کتابوں مثلاً ترمذی، ابوداؤد وغیرہ کی صحیح روایت کہ جس میں حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک طلاق دینے کے الفاظ بھی موجود ہیں، سنن دار قطنی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں درجنوں حدیثوں سے تین کا تین ہونا ثابت ہے۔ ان سب کو چھوڑ کر مسند امام احمد کی وہ روایت لائیں کہ جس کے فنی سقم کو بیان کرتے ہوئے محدثین نے اسے منکر بلکہ ضعیف تک کہا جیسا کہ اوپر محدثین کی بیان کردہ تحریرات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے۔

دوسری دلیل اہل حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بناتے ہیں "كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر رضى الله عنه وسنتين من خلافة عمر رضى الله عنه طلاق الثلاثة واحدة" ترجمہ: نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پوری خلافت اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوا کرتی تھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، جلد1، صفحہ477، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اس حدیث کے پیچھے بہت سے جوابات دیئے گئے ہیں جن میں سے ایک خود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ عورت جس سے صحبت نہ کی گئی ہو اسے تین طلاقیں دینے سے ایک ہوگی۔ امام بخاری کے استاد محترم عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ مصنف ابن ابی شیبہ میں باب باندھتے ہیں "ما قالوا إذا طلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها فهي واحدة" یعنی جو کہتے ہیں کہ قبل دخول کے عورت کو تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہوتی ہے۔

اس کے تحت تین احادیث نقل کرتے ہیں:

(1) "عن طاوس وعطاء أنهما قالا إذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها فهي واحدة" ترجمہ: حضرت طاؤس اور عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں جب شوہر ہمبستری سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو صرف ایک طلاق نافذ ہوتی ہے۔

(2) "عن إبراهيم بن ميسرة أن طاوسا قال جاء أبو الصهباء إلى ابن عباس فقال هات من هناتك، إن الثلاث كان يحسبن عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وصدر إمارة عمر واحدة فلما رأى عمر الناس قد تتابعوا في الطلاق فأجازهن عليه" ترجمہ: حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طاؤس فرماتے ہیں حضرت ابو صہبا حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کے پاس آئے اور عرض کیا اس بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ تین طلاقیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوائل دور میں ایک شمار کی جاتی تھیں پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ لوگ تینوں طلاق تین ہی کے ارادے سے دیتے ہیں تو تینوں کو نافذ کر دیا۔

امام ابن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ اس حدیث کو اس فصل میں نقل کر کے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت ابن عباس کا مسلک یہ ہے کہ ہمبستری سے قبل بیوی کو تین طلاقیں دی جائیں تو وہ ایک ہوتی ہے۔

(3) "عن طاوس وعطاء وجابر بن زيد أنهم قالوا إذا طلقها ثلاثا قبل أن يدخل بها فهي واحدة" ترجمہ: حضرت طاؤس، عطا اور جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اگر شوہر ہمبستری سے قبل بیوی کو تین طلاقیں دے تو ایک ہوتی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ21، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

ایک حدیث سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک بالکل واضح ہوتا ہے چنانچہ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی میں ہے "عن عكرمة، أنه قال شهدت ابن عباس جمع بين رجل وامرأته طلقها ثلاثا، أتي برجل قال لامرأته أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق فجعلها واحدة، وأتي برجل قال: لامرأته أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق، ففرق بينهما قال أحمد: وهذا إنما يختلف باختلاف حال المرأة، بأن تكون التي جعلها فيها واحدة غير مدخول بها فبانت بالأولى فلم يلحقها ما بعدها، والتي جعلها فيها ثلاثا مدخولا بها فلحقها الثلاث، وقد يختلف باختلاف نية الرجل في المدخول بها بأن يكون في إحدى

الحالين أراد تبيين الأولى ، وفي الأخرى أراد إحداث طلاق بعد الأولى ثم استدل الشافعي بأن الله جعل الطلاق إلى الأزواج ، فسواء طلقها ثلاثا مجموعة أو مفرقة ـ ـ ثم استدل بحديث عائشة في قصة رفاعة أنه طلق امرأته ، فبت طلاقها ، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أتريدين أن ترجعي إلى رفاعة ؟ لا حتى تذوقي عسيلته ويذوق عسيلتك ، ولو كانت حسبت طلاقها بواحدة كان لها أن ترجع إلى رفاعة بلا زوج ثان ، وعويمر العجلاني طلق امرأته ثلاثا قبل أن يخبره النبي صلى الله عليه وسلم أنها تحرم عليه باللعان فلم أعلم النبي صلى الله عليه وسلم نهاه ، وفاطمة بنت قيس ، حكت للنبي صلى الله عليه وسلم أن زوجها بت طلاقها ، يعني والله أعلم أنه طلقها ثلاثا ، فقال النبي صلى الله عليه وسلم :ليست لك عليه نفقة ولم أعلم النبي صلى الله عليه وسلم عاب طلاقه ثلاثا معا ، فلما كان حديث عائشة في رفاعة موافقا ظاهر القرآن" ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے طلاقِ ثلاثہ میں دوطرح کے مختلف فتوے دیئے۔ایک آدمی آیا اوراس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو کہا تو طلاق والی ہے،تو طلاق والی ہے،تو طلاق والی ہے۔حضرت ابن عباس نے ان تینوں طلاقوں کوایک شمار کیا۔دوسرا آدمی آیا اس نے اپنی بیوی کو کہا تو طلاق والی ہے،تو طلاق والی ہے،تو طلاق والی ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کے درمیان تفریق کردی یعنی تینوں طلاقیں نافذ کردیں۔امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں مسئلوں میں اختلاف کی وجہ عورت کے دومختلف حال ہیں جس مسئلہ میں تین کوایک شمار کیا گیا وہ اس عورت کے لئے تھا جس سے ہمبستری نہیں کی

گئی تھی۔جب اسے پہلی طلاق دی گئی تو وہ بائنہ ہوگی اور باقی دوطلاقیں پہلی کے ساتھ لاحق نہیں ہوئیں۔دوسری صورت میں عورت وہ تھی جس سے ہمبستری کی جاچکی تھی۔اسی طرح جس عورت سے ہمبستری کی جاچکی ہواس کے طلاق دینے میں نیت کے ساتھ طلاق کے نافذ ہونے میں اختلاف ہوسکتا ہے اسکی دوحالتیں ہونگی شوہر نے دوکنایہ الفاظ کہےاور پہلی یادوسرے سے طلاق کی نیت کی تو جس میں طلاق کی نیت کی وہ واقع ہوجائے گی۔پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا کہ اللہ عزوجل نے شوہر کوطلاق کا مالک بنایا ہے شوہر کو اختیار ہے وہ چاہے اکٹھی تین طلاقیں دے یا الگ الگ دے۔پھر امام شافعی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حضرت رفاعہ کے واقعہ سے دلیل پکڑی کہ اس نے اپنی بیوی کوطلاق بتہ دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے تو تب تک نہیں جاسکتی جب تک دوسرا شوہر تیرا مزہ نہ چکھ لےاور تو اس کا (یعنی ہمبستری نہ کرلے) اگر تین طلاقیں ایک ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر ہمبستری کے اس عورت کورفاعہ کی طرف لوٹا دیتے۔امام شافعی فرماتے ہیں حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکٹھی تین طلاقیں اپنی بیوی کو دے دیں قبل اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ لعان کی وجہ سے بیوی حرام ہوچکی ہےاور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عویمر کے اکٹھی تین طلاقیں دینے کو منع نہیں فرمایا۔حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی میرے شوہر نے مجھے طلاق بتہ دی ہے اور اللہ عزوجل زیادہ جانتا ہے کہ اس نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے نفقہ نہیں ہےاور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکٹھی تین طلاقیں دینے پر کچھ نہ فرمایا۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

رفاعہ والی حدیث قرآن کے ظاہر کے موافق ہے۔

(معرفة السنن والآثار، كتاب الخلع والطلاق، جلد11، صفحه40، دار الوفاء، القاہرة)

اگر شوہر خلوت سے قبل بیوی کو یوں طلاق دے کہ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں تو تین ہوں گی چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے "عن ابن عباس وابن مسعود قالا فی رجل طلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره" ترجمہ: حضرت ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے فرماتے ہیں جو آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دخول سے قبل دے وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے یعنی حلالہ نہ کروالے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ18، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے "عن جعفر عن أبيه عن علی قال إذا طلق البكر واحدة فقد بتها وإذا طلقها ثلاثا لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره" ترجمہ: حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب باکرہ جس سے ہم بستری نہ کی گئی ہو ایک طلاق دی جائے تو وہ بائنہ ہو جاتی ہے اور اگر اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو عورت حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ18، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے "عن عطاء بن يسار قال كنت جالسا عند عبد الله بن عمرو فسأله رجل عن رجل طلق امرأته بكرا ثلاثا قال عطاء فقلت ثلاث البكر واحدة وقال عبد الله بن عمرو ما يدريك؟ إنما أنت قاض ولست بمفتی الواحدة تبتها والثلاث تحرمها حتى تنكح زوجا غيره" ترجمہ: حضرت

عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی جس نے اپنی باکرہ بیوی کو تین طلاقیں دیں تھیں۔ حضرت عطاء کہتے ہیں میں نے کہا غیر مدخولہ کے لئے ایک ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم نے یہ کیسے جان لیا؟ تم قاضی ہو مفتی نہیں۔ ایک طلاق سے غیر مدخولہ بائنہ ہو جاتی ہے اور اکٹھی تین دینے سے حرام ہو جاتی ہے جب تک حلالہ نہ کرالے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، جلد4، صفحہ18، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

ان احادیث سے صاف واضح ہوا کہ غیر مدخولہ کو اگر الگ الگ الفاظ کے ساتھ طلاق دی جائے تو وہ ایک کے ساتھ بائنہ ہو جائے گی اور باقی طلاقیں لغو ہوں گی۔ اور اگر اکٹھی تین طلاقیں دیں جائیں تو وہ واقع ہو جائیں گی۔ یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا مطلب ہے اور یہی ان کا مسلک تھا۔

دوسرا یہ کہ حضرت ابن عباس والی روایت غیر صحیح وشاذ ومعلل ہے کیونکہ یہ روایت قرآن مجید احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی صراحت کے خلاف ہے۔ اس روایت کے شاذ ومعلل اور مردود ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود یہ فتوی دیتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چیز روایت کریں اور فتوی اس کے خلاف دیں "كما فی فتح الباری شرح صحيح البخاری انه لا يظن بابن عباس انه يحفظ عن النبی صلى الله عليه وسلم شيئاً ويفتي بخلافه"

بخاری شریف کی شرح ابن بطال میں ہے "قال الطحاوی هذان حديثان

منکران قد خالفهما ما هو أولى منهما، روى سعيد ابن جبير، ومجاهد، ومالك
بن الحارث، ومحمد بن إياس بن البكير، والنعمان بن أبي عياش، كلهم عن
ابن عباس فيمن طلق امرأته ثلاثًا أنه قد عصى ربه، وبانت منه امرأته ولا
ينكحها إلا بعد زوج، روى هذا عن عمر، وعلي، وابن مسعود، وابن عمر،
وأبي هريرة، وعمران بن حصين، ذكر ذلك الطحاوي بالأسانيد
عنهم" ترجمہ: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں منکر اور اس حدیث
کے مخالف ہیں جو اس سے پہلے ہے۔ حضرت سعید بن جبیر، مجاہد، مالک بن حارث، محمد بن
ایاس بن بکیر اور نعمان بن ابو عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کرتے ہیں کہ جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی
اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی اس کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا جب تک وہ کسی اور سے
نکاح نہ کرے۔ یہی حضرت عمر فاروق، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن
عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے ان کا ذکر امام طحاوی نے اسناد
کے ساتھ کیا ہے۔

(شرح ابن بطال، کتاب الطلاق، جلد 7، صفحہ 391، مکتبۃ الرشد، الریاض)

لہٰذا یہ دونوں حدیثیں جو وہابیوں کے مسلک کی جان تھیں صحابہ کرام، تابعین،
ائمہ کرام و محدثین کے جوابات سے غیر صحیح، ضعیف، منکر، مضطرب، معلل، شاذ اور منسوخ
ٹھہریں۔

تین طلاقوں کو ایک ماننے والوں کے متعلق محدثین و فقہاء کرام کا حکم

احادیث، صحابہ کرام، محدثین اور فقہائے کرام سے یہ ثابت ہے کہ ایک مجلس میں

تین طلاقیں دی جائیں تو وہ نافذ ہو جاتی ہیں اور جو تین طلاقوں کو ایک مانے فقہاء کرام اور
محدثین نے ایسوں کو بدعتی قرار دیا ہے چنانچہ شارح بخاری امام ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں "اتفق أئمة الفتوى على لزوم أيقاع طلاق الثلاث في كلمة
واحدة، فان ذلك عندهم مخالف للسنة وهو قول جمهور السلف والخلاف
في ذلك شذوذ وانما تعلق به اهل البدع۔ عن ابن عباس فيمن طلق امرأته ثلاثا
انه قدعصى ربه وبانت منه امرأته ولا ينكحها الا بعد زوج روى هذا عن عمر
وعلي، وابن مسعود، وابن عمر، وابي هريرة، وعمران بن حصين، ذكر ذلك
الطحاوي بالاسانيد عنهم" ترجمہ: ائمہ فقہاء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ایک وقت میں
تین اکٹھی طلاقیں دی جائیں تو نافذ ہو جاتی ہیں اور اکٹھی تین طلاقیں دینا سنت کے خلاف
ہے اور یہ قول جمہور اسلاف کا ہے اور تین طلاقوں کے ایک ہونے کا قول شاذ اور اہل بدعت
سے متعلق ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی بیوی کو اکٹھی
تین طلاقیں دے اس نے اپنے رب تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اسکی بیوی بائنہ ہوگی اور بغیر
حلالہ کے اس سے نکاح جائز نہیں۔ ایسا ہی حضرت عمر فاروق، وعلی المرتضیٰ، وابن مسعود، و
ابن عمر، وابی ہریرۃ، وعمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے جسے امام طحاوی نے
اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(شرح ابن بطال، کتاب الطلاق، جلد 7، صفحہ 390، مکتبۃ الرشد، الریاض)

دیکھیں اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صاف صاف فرما رہے ہیں
کہ تین اکٹھی طلاقیں دینے کے بعد بغیر حلالہ کے بیوی اس کے نکاح میں نہیں آسکتی اور ایسا
ہی حضرت علی المرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔ تین کو ایک ماننے

والے اپنی کتب میں کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت علی المرتضیٰ وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما تین کو ایک مانتے ہیں۔ یہ ان صحابہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں۔

صاحب تفسیر صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قد رد علیه أئمة مذهبه حتی قال العلماء انه الضال المضل "ترجمہ: ائمہ کرام نے اس کا رد کیا ہے یہاں تک کہ علماء نے فرمایا جو تین کو ایک سمجھے وہ گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ (تفسیر صاوی، جلد1، صفحہ 195، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "من خالف فیه فهو شاذ مخالف لأهل السنة وإنما تعلق به أهل البدع "ترجمہ جو اس مذہب (تین اکٹھی طلاقوں کے واقع ہونے) کی مخالفت کرے وہ مذہب شاذ اور اہل سنت کے مخالف ہے اور بدعتیوں کے گروہ سے ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الطلاق، جلد20، صفحہ 331، مکتبہ رشدیہ، کوئٹہ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں " وقد أثبتنا النقل عن أكثرهم صريحا بإيقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق إلا الضلال " ترجمہ: پس ہم نے صراحت کے ساتھ کثیر صحابہ سے نقل کر دیا کہ اکٹھی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور اس کی مخالفت کسی نے نہیں کی۔ اس حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطلاق، جلد6، صفحہ 401، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر رحمۃ اللہ علیہ اس پر کلام کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں " فما ذا بعد الحق الا الضلال " ترجمہ: تو اس حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہو سکتا۔ (فتح القدیر، کتاب الطلاق باب طلاق السنۃ، جلد3، صفحہ 330، نوریہ رضویہ سکھر)

حلالہ

وہابی اپنی کتابوں اور فتاوی میں لوگوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اہل سنت کے علماء تین طلاقوں کے بعد رجوع کے لیے حلالہ کرنے کو کہتے ہیں جو کہ ایک لعنتی کام ہے۔ اس مسئلہ میں اہل حدیث بہت چالاکی سے کام لیتے ہیں حلالہ کا صحیح ذکر ہی نہیں کرتے اس لئے کہ وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ تین کو اگر ایک طلاق نہ مانا جائے تو میاں بیوی مل نہیں سکتے اور اگر ایک مانا جائے تو ملاپ ہو سکتا ہے۔ وہابیوں کی ایک کتاب میں ہے: "پہلے خاوند سے نکاح جائز کرنے کی نیت سے کسی سے مشروط نکاح کرنا جسے حلالہ کہا جاتا ہے نکاح نہیں زنا کاری ہے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے "لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المحلل و المحلل له " حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی۔ جس کام پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت اور بددعائیں فرمائیں وہ کام کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اس لئے مروجہ حلالہ لعنتی فعل ہے۔ اس کا کوئی جواز نہیں۔" پھر اگلے صفحوں پر ہے: "پوری امت میں صرف ایک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے بشرط تحلیل کیے ہوئے نکاح کو صحیح قرار دیا ہے اور یوں انہوں نے حلالہ ملعونہ کے جواز کا دروازہ کھولا ہے۔ جس کی بنیاد پر ان کے پیروکار حنفی مقلدین بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔"

(ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل، صفحہ 27، 235، دارالسلام، لاہور)

اس کا جواب دینے سے پہلے قرآن وحدیث سے حلالہ اور اس کا طریقہ پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا﴾ ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر

تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں۔ (سورۃ بقرہ سورت 2، آیت 230)

اس آیت میں ایک لفظ ”تنکح“ ہے اور ایک لفظ ”زوجا“ یہ دونوں لفظ نکاح کے معنی میں نہیں بلکہ مفسرین بیان کرتے ہیں کہ لفظ نکاح یہاں پر لغوی معنی یعنی ہمبستری کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور خود آیت مبارک نے بیان کیا ہے کہ عورت اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرا شوہر ہمبستری نہ کرلے چنانچہ چنانچہ تفسیر صاوی میں ہے ”﴿حتی تنکح﴾ المراد به هنا العقد مع الوطء كما بين ذلك في الحديث والاجماع عليه“ ترجمہ: نکاح سے مراد یہاں نکاح کے بعد وطی کرنا ہے جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اس بات پر اجماع ہے۔ (تفسیر صاوی، جلد1، صفحہ195، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”المسألة الثانية: مذهب جمهور المجتهدين ان المطلقة بالثلاث لاتحل لذلك الزوج الا بخمس شرائط: تعتد منه، وتعتد للثاني، ويطؤها، ثم يطلقها، ثم تعتد منه“ ترجمہ: اس آیت سے دوسرا مسئلہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ جمہور مجتہدین کا مذہب یہ ہے کہ وہ عورت جسکو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دیدیں تو اس کے لئے پانچ شرائط کے ساتھ حلال ہوگی (1) وہ اس شوہر کی عدت گزارے (2) دوسرے سے نکاح کرے (3) وہ اس کے ساتھ وطی کرے (4) پھر یہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دے (5) پھر یہ عورت اس کی عدت گزارے۔ (تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 448، مطبوعہ علوم اسلامیہ، لاہور)

سنن الدارقطنی کی حدیث پاک میں ہے ”عن عائشة قالت قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم إذا طلق الرجل امرأته ثلاثا لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه“ ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شوہر بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو تو بیوی اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اور دونوں ایک دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لیں (یعنی جب تک صحبت نہ کرلیں)۔

(سنن الدارقطني، كتاب الطلاق والخلع، جلد5، صفحه55، مؤسسة الرسالة، بيروت)

بخاری شریف کی حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے ”عن عروة الزبير ان عائشة رضي الله تعالى عنه اخبرته ان امراة رفاعة القرظي جاءت الى رسول الله صلى الله تعالى فقالت يارسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان رفاعة طلقني فبت طلاقي واني نكحت بعده عبدالرحمن بن الزبير القرظي وانما معه مثل الهدابة قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لعلك تريدين ان ترجعي الى رفاعة لا تحل للاول حتى تذوق عسيلة الآخر“ ترجمہ: حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے کر بائنہ کردیا۔ اس کی عدت گزرنے کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا ان کے پاس نہیں ہے مگر کپڑے کے پلو کی طرح (یعنی ہمبستری نہیں کرسکتے) تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کیا تم رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہو بولیں ہاں فرمایا کہ تم پہلے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک کہ تم اس دوسرے

شوہر کی لذت نہ چکھ لو۔

(بخاری شریف ، کتاب الطلاق ،جلد 1 ،صفحہ 299 ،مکتبہ رحمانیہ ،لاہور)

قرآن وحدیث سے واضح ہوا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو جب تک وہ عورت کسی دوسرے ہم پلہ شخص سے نکاح کے بعد صحبت نہ کرلے اور وہ دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق نہ دیدے وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی ہے۔ اہل سنت والے یہی طریقہ بتاتے ہیں۔ جو حلالہ کا مطلقاً انکار کرے وہ کافر ہے۔ حدیث پاک میں حلالہ کرنے والے اور کروانے والے پر جو لعنت کی گئی ہے وہ یوں ہے کہ نکاح میں حلالہ کی شرط ہو اگر نکاح بغیر حلالہ کی شرط کے کیا جائے تو یہ لعنت اس پر نہیں ہوتی۔ اگر حلالہ کی دل میں نیت ہو تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح بالکل درست ہے بلکہ اگر اصلاح کی نیت سے نکاح کرے تو اجر ہے۔ حلالہ کی شرط پر نکاح کیا جائے مثلاً ''میں تمہارے ساتھ نکاح کر رہا ہوں کہ تو پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے'' یہ تمام ائمہ کرام کے نزدیک حرام ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک حلالہ کی شرط پر کیا جانے والا نکاح مکروہ تحریمی ہے فاسد نہیں عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے گی، کیونکہ نکاح صحیح کسی شرط کی وجہ سے باطل نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کوئی کہے میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ رات تیرے پاس نہیں گزاروں گا تو یہ شرط باطل ہے نکاح درست ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں "فان النکاح لایبطل بالشروط الفاسدة بل ھی التی تبطل" شرائط فاسدہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ شرائط خود باطل قرار پاتی ہیں۔ حدیث پاک سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اس طرح نکاح کرنے سے نکاح ہوگا ہی نہیں۔

حافظ زین الدین عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ التیسیر بشرح الجامع الصغیر میں

فرماتے ہیں "اذا صرح باشتراطه أنه اذا وطی طلق بخلاف ما اذا نواه بدلیل ما فی قصة رفاعة" ترجمہ: جب نکاح میں حلالہ کی شرط کی صراحت ہو کہ جب میں اس سے وطی کروں اسے طلاق ہوجائے (تاکہ یہ پہلے کے لئے حلال ہوجائے) بخلاف اس کے کہ اگر دل میں نیت ہو اور دل میں نیت ہونے کے جائز ہونے پر قصہ رفاعہ کی حدیث دلیل ہے۔ (التیسیر بشرح الجامع الصغیر ،جلد 2 ،صفحہ 569 ،مکتبۃ الإمام الشافعی ،الریاض)

یہ اہل سنت والوں پر بہت بڑا الزام ہے کہ وہ لوگوں کا مشروط حلالہ کرواتے ہیں۔ اگر اہل خدیثوں کا اوپر والا جزئیہ بغور پڑھا جائے تو اس میں بھی مشروط نکاح کا ذکر ہے۔ ان کے اس جزئیہ سے ہی ان کا فریب کھل جاتا ہے کہ اگر نکاح میں حلالہ کی شرط نہ ہو اسے کرنے والے لعنت کے مستحق نہ ہوں گے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مشروط حلالہ ناجائز ہے اس لئے یہ بہتان بھی دور ہوگیا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشروط ملعون حلالے کا دروزاہ کھولا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ مشروط حلالہ اگرچہ ناجائز ہے لیکن اگر کسی نے کیا تو وہ حلالہ ہوجائے گا۔ اب یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث پاک میں حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا گیا اس پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ اس کے باوجود یہ نکاح کیسے درست ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شرط کی وجہ سے یہ عمل حرام ٹھہرے گا نکاح ہوجائے گا اور ایسا کرنے والے حرام کے مرتکب ہونگے کیونکہ انہوں نے شرعی حکم کی خلاف ورزی کی جیسے جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت حرام ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے ﴿یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا إِذَا نُودِیَ لِلصَّلَاةِ مِن یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَی ذِکْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذَلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ إِن کُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور

خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

(سورۃ الجمعہ سورت 62، آیت 9)

لیکن اگر کوئی خرید وفروخت کرے وہ گناہ گار ہوگا کمائی حرام نہ ہوگی۔ اللہ عزوجل کے نزدیک جائز کاموں میں سب سے زیادہ ناپسند کام طلاق ہے، اسکے باوجود اگر کوئی طلاق دے تو وہ نافذ ہو جاتی ہے۔ حیض کی حالت میں بیوی کو طلاق دینا گناہ اگر ایک یا دو دی ہوں تو رجوع واجب ہے لیکن طلاق ہر صورت ہو جائے گی چنانچہ دار قطنی میں ہے "عن نافع عن ابن عمر قال كان يقول للرجل إذا سأله عن طلاق الحائض فأخبره بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يقول أما أنت فطلقت امرأتك واحدة أو ثنتين فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمرني بهذا وأما أنت فطلقت ثلاثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك وقد عصيت ربك لما أمرك به من الطلاق" ترجمہ: حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک آدمی کو فرمایا جس نے حیض کی حالت میں طلاق دینے کے متعلق پوچھا تھا تو حضرت ابن عمر نے انہیں وہ کہا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا (یعنی رجوع کرلو)۔ پھر فرمایا اگر تو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجوع کا حکم دیا ہے۔ اگر تو تین طلاقیں دیدے تو عورت تجھ پر حرام ہو جائے تب تک حلال نہ ہوگی جب تک وہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے اور اللہ عزوجل نے جو طلاق کے متعلق احکام واضح فرمائے ہیں ان کے خلاف کرنے پر تم گناہ گار ہوگے۔

(دار قطنی، کتاب الطلاق والخلع والایلاء، جلد 5، صفحہ 51، مؤسسة الرسالة، بیروت)

کسی کی جگہ غصب کرکے اس پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن فرض ساقط ہو

جائے گا۔ روزے کی حالت میں کچھ کھانا حرام ہے لیکن اگر کوئی حلال چیز کھالے تو روزہ توڑنے کا اسے گناہ ملے گا یہ نہیں کہیں گے کہ اس نے حرام چیز کھائی۔ اسی طرح اس کی کئی مثالیں بن جاتی ہیں۔ لہذا تین طلاقوں کے بعد اہل سنت والوں کا حلالے کا حکم دینا زنا کا دروازہ کھولنا نہیں ہے بلکہ یہ قرآن وحدیث کی اتباع ہے۔ اور تین طلاقوں کو ایک کہہ کر میاں بیوی کو ملا دینا یقیناً حرام کاری ہے جو غیر مقلدوں کی ایجاد ہے۔

اہل حدیث حلالہ کے رد میں بڑے شد ومد کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ قول پیش کرتے ہیں "لا أوتى بمحل ولا محلل له إلا رحمتهما" ترجمہ: اگر میرے پاس حلالہ کرنے والا یا جس کے لئے حلالہ کیا گیا لایا گیا تو میں اسے کوڑے ماروں گا۔ یہی عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے جب تین طلاقوں کے نفاذ کا حکم فرمایا تو وہابیوں نے ماننے سے انکار کردیا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ حدیث کے مقابل ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا قول نہیں مانتے معاذ اللہ عزوجل۔ الحمد للہ عزوجل! ہم اہل سنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے اس حکم کو بھی مانتے ہیں اور اس کو بھی کہ جو مشروط حلالہ کرے اسے تعزیرا سزا دی جاسکتی ہے۔ اب ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جس کو پڑھ کر قاری خود فیصلہ کرے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا مسلک امام ابوحنیفہ کے مطابق ہے یا وہابیوں کے۔ السنن الکبری للبیہقی میں ہے "عن ابن سيرين ان امرأة طلقها زوجها ثلاثا وكان مسكين أعرابي يقعد بباب المسجد فجاءته امرأة فقالت هل لك في امرأة تنكحها فتبيت معها الليلة وتصبح فتفارقها فقال نعم فكان ذلك فقالت له امرأته انك إذا اصبحت فانهم سيقولون لك فارقها فلا تفعل ذلك فاني مقيمة لك ما ترى واذهب إلى عمر رضي الله عنه فلما

اصبحت اتوه واتوها فقالت کلموه فانتم جئتم به فکلموه فأبی فانطلق إلی عمر رضی الله عنه فقال الزم امرأتك فان رابوك بريبة فأتنی وارسل إلی المرأة التی مشت لذلك فنكل بها ثم كان يغدو عمر ويروح فی حلة فيقول الحمد لله الذی كساك يا ذا الرقعتين حلة تغدو فيها وتروح" ترجمہ: حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دیدیں۔ ایک مسکین اعرابی مسجد کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا۔ ایک عورت اس کے پاس آئی اور کہا کیا تم ایسی عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہو جس سے ایک رات صحبت کرنے کے بعد صبح اسے چھوڑ دو؟ اس مسکین اعرابی نے کہا ہاں۔ چنانچہ نکاح ہوگیا۔ اس عورت (جس سے نکاح ہوا) نے کہا کہ صبح کو لوگ تجھے کہیں گے کہ اس عورت کو طلاق دیدو۔ تم ایسا نہ کرنا میں تیرے ساتھ رہوں گی اور تم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر ہوجانا۔ جب صبح ہوئی تو لوگ ان دونوں کے پاس آئے۔ عورت نے کہا اس مرد سے بات کرو جسے تم حلالہ کے لئے لائے ہو۔ اس نے طلاق دینے سے انکار کردیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوکر سارا معاملہ پیش کردیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اپنی بیوی کو اختیار کئے رکھو اگر لوگ تمہیں تنگ کریں تو میرے پاس آجانا۔ پھر آ پ نے اس عورت کو بلایا جس نے یہ سارا عمل کیا تھا اور اسے سزا دی۔ پھر وہ اعرابی صبح شام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک قیمتی جوڑے میں آنے لگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کے لئے تعریف ہے جس نے اے دو ٹکڑوں والے! تجھے قیمتی جوڑا پہنایا جس میں تو صبح وشام آتا ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب النکاح، جلد7، صفحہ341، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

دیکھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نکاح کو قائم رکھا یہ نہیں فرمایا کہ یہ نکاح درست نہیں دوبارہ نکاح کرو۔ لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب عین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے مطابق ہے کہ حلالہ کی شرط پر کیا ہوا نکاح ہوجاتا ہے اگرچہ ایسے کرنا ناجائز ہے اور لعنتی فعل ہے۔ صحیح طریقہ یہی ہے کہ بغیر حلالہ کی شرط سے نکاح کیا جائے اور یہ بھی تب ناجائز ہے جب ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط ہو۔

اگر ایجاب وقبول تو بغیر شرط کے ہو اور نکاح کرنے والے کی یہ نیت ہو کہ میں بعد میں طلاق دے دوں گا تو اس پر لعنت نہیں اور نکاح جائز ہے۔ بلکہ اگر یہ عمل اچھی نیت سے کیا جائے یعنی کوئی بچوں والی یا بڑی عمر والی عورت ہے جسے شوہر نے غلطی سے طلاق دے دی اب اس عمر میں اس عورت سے کون شادی کرے گا، کیسے یہ عورت زندگی گزار سکے گی، تو اب کوئی اس نیت سے نکاح کرے کہ بعد میں اسے چھوڑ دوں گا تو ایسا کرنے میں ثواب ہے۔ در مختار میں ہے "کرہ التزوج للثانی تحریما لحدیث لعن اللہ المحلل والمحلل له بشرط التحلیل کتزوجتك علی ان احللك اما اذ اضمرا ذلك لا یکرہ وکان الرجل ماجورا لقصد الاصلاح" ترجمہ: حلالہ کی شرط پر دوسرے سے نکاح کہ میں اس شرط پر تجھ سے نکاح کرتا ہوں کہ تجھے طلاق دے کر حلال کردوں گا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر دونوں نے صرف دل میں حلالے کی نیت کی تو مکروہ نہیں اس صورت میں دوسرا شخص اصلاح کی غرض سے نکاح کرنے پر اجر کا مستحق ہوگا۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الطلاق، جلد5، صفحہ51، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اوپر جو کہا گیا کہ عورت اپنے ہم پلہ سے نکاح کرے۔ ہم پلہ جسے کتب فقہ میں کفو کہا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب، چال چلن، پیشہ وغیرہ میں اتنا کم نہ

ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء کے لئے باعثِ بدنامی ہو۔اس کا اعتبار تب ہے کہ بالغہ لڑکی خود اپنا نکاح کرے ورنہ اگر لڑکی کا باپ یا دادا یہ نکاح غیر کفو میں کر دیں تو کوئی حرج نہیں، نکاح درست ہے جیسے سیدزادی کا نکاح اس کا باپ غیر سید سے کر دے۔

ہرگز حلالہ کے مسئلہ میں عورت یہ نہ سمجھے کہ اسے کھیل بنایا جا رہا ہے بلکہ عورت کو کھیل بننے سے روکا جا رہا ہے۔ اسے آزادی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے دوسری جگہ نکاح کرے، جب دوسرا بھی اپنی مرضی سے اسے طلاق دے تو عورت کی پھر مرضی ہے کہ وہ چاہے پہلے سے نکاح کرے یا کسی تیسرے سے۔اب بتائیں اس میں عورت پر کونسی زبردستی ہے؟ درحقیقت حلالہ کے حکم میں یہی حکمت ہے کہ شوہر منہ اٹھا کر طلاق نہ دیتا پھرے۔لوگ طلاق دینے سے پہلے حلالہ کی صورت کو ذہن میں رکھیں اور طلاقوں میں کمی واقع ہو۔ مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حلالہ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں "وهذا لأن شرعية ذاك لإغاظة الزوج حتى لا يسرع فى كثرة الطلاق عومل بما يبغض حين عمل أبغض ما يباح" یعنی یہ حکم شوہر پر سختی کرنے کے لئے ہے کہ طلاق کی کثرت کو روکا جائے اس لئے کہ شوہر غصے میں طلاق کو مباح جانتے ہوئے دے دیتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 404، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

جب سے دیگر اسلامی احکام کی طرح حلالہ کے حکم کو بھلا دیا گیا ہے معاشرے میں روز بروز طلاقوں کے وقوع میں اضافہ ہو رہا ہے، لوگ یہی سمجھتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں طلاقیں دے کر بعد میں رجوع کر لیں گے۔

قانونی طور پر نوے دن کے اندر رجوع کی شرعی حیثیت

جب کسی بندے نے بیوی کو طلاق دینی ہوتی ہے وہ بدقسمتی سے کسی عالم کے پاس جانے کی بجائے یا تو اشٹام فروشوں کے پاس جاتا ہے جو جاہل ہوتے ہیں اور طلاق ثلاثہ کا اشٹام جو پہلے سے ان کے پاس بنا ہوتا ہے اسی میں نام و پتہ تبدیل کر کے پرنٹ نکال کر کسی کا گھر تباہ کر دیتے ہیں۔ یا کسی وکیل کے پاس چلا جاتا ہے۔ وکیل حضرات مشورہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دے دو۔اس سے لڑکی والے ڈر جائیں گے اور نوے دن کے اندر تم رجوع کر سکتے ہو۔ یہ فلسفہ صاف صاف قرآن وسنت کے خلاف اور زمانہ جاہلیت کی ترجمانی کرتا ہے چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے "عن عائشة قالت لم يكن للطلاق وقت، يطلقُ الرجل امرأته ثم يراجعها ما لم تنقض العدة، و كان بين رَجل من الأنصار وبين أهله بعضُ ما يكون بين الناس فقال والله لأتركنك لا أيمًا ولا ذات زوج، فجعل يطلقها حتى إذا كادت العدة أن تنقضي راجعها، ففعل ذلك مرارًا، فأنزل الله عز وجل فيه ﴿ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ ﴾ فوقّت الطلاق ثلاثًا لا رجعة فيه بعد الثالثة، حتى تنكح زوجًا غيره" ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلے طلاق کا کوئی وقت نہ تھا۔شوہر بیوی کو طلاق دیتا پھر عدت پوری ہونے سے قبل رجوع کر لیتا انصار میں سے ایک آدمی تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا اللہ کی قسم میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔وہ اپنی بیوی کو طلاق دیتا اور عدت پوری ہونے سے قبل رجوع کر لیتا۔اس نے ایسا بار بار کیا تو اللہ عزوجل نے یہ حکم نازل فرمایا: "طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔" تو تین طلاقوں تک حد قائم کر دی گئی کہ تین

طلاقوں کے بعد رجوع نہیں یہاں تک کہ بیوی دوسرے سے نکاح وصحبت نہ کرے۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد 1، صفحہ 546، وحیدی کتب خانہ، پشاور)

تفسیر بغوی میں ہے "﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ یعنی الطلاق الذی یملك الرجعة عقیبه مرتان، فإذا طلق ثلاثا فلا تحل له إلا بعد نکاح زوج آخر" ترجمہ: طلاق دو مرتبہ ہے یعنی کہ دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد شوہر رجوع کا مالک ہے۔ پھر جب تیسری طلاق شوہر دے تو بیوی اس پر حلال نہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے سے نکاح وصحبت نہ کرے۔

(تفسیر بغوی، جلد 1، صفحہ 206، تالیفات اشرفیہ، ملتان)

لہٰذا یہ کہنا کہ تین طلاقیں دینے کے بعد نوے دن کے اندر رجوع ہو سکتا ہے بالکل غلط ہے جس کا قرآن پاک نے رد کیا ہے۔ اور ایسا کرنا جاہلیت کو فروغ ہے جسے اللہ عزوجل نے ختم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں کے لیے۔ (سورۃ المائدہ، سورت 5، آیت 50)

وکلاء حضرات کو چاہئے کہ جب کوئی اپنی بیوی کو طلاق دینے کے پکے ارادے سے آئے تو اسے ایک طلاق دینے کا مشورہ دیں اور ایک طلاق ہی لکھوائیں کہ جب ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تو عورت کی تین ماہواریوں جو کہ عموماً نوے دن میں ہوتی ہیں اس کے اندر شوہر بغیر عورت کی رضامندی کے رجوع کر سکتا ہے۔ عدت کے بعد دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کے ہو سکتا ہے۔ مگر تین طلاقوں کے بعد نہ عدت کے اندر رجوع ہے اور نہ عدت کے بعد جیسا کہ قرآن کی آیت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے ظاہر ہے۔

کونسلز اور پنچائیتوں کا مروجہ طریقہ کار

اکثر دیکھا گیا ہے کہ کونسلر حضرات اور خاندان یا پنچائیت کے لوگ تین طلاقیں ہو جانے کے باوجود صلح وصفائی کروا کر عورت کو پھر سابقہ شوہر کے پاس بھیج دیتے ہیں اور اس کام کو بہت اچھا سمجھتے ہیں کہ ہم نے کسی کا گھر بسا دیا حالانکہ یہ انہوں نے ایک حرام کام کیا اللہ عزوجل کے حکم کے خلاف عمل کرنا ہمدردی نہیں بلکہ ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورۃ المائدہ، سورت 5 آیت 45)

ایسا کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے نامہ اعمال میں ایک گناہ تو یہ لکھا گیا کہ بغیر حلالہ کے میاں بیوی کو اکٹھا کر دیا اور دوسرا گناہ جو کہ مسلسل لکھا جاتا رہے گا وہ یہ ہے کہ جب جب میاں بیوی آپس میں صحبت کریں گے یہ حرام اور [illegible] جس طرح میاں بیوی کو اس کا گناہ ہوگا اسی طرح ان کو بھی گناہ ہوگا۔ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من ا[illegible]م شئی ومن سن فی الاسلام سنة سیئةً فعلیه وزرُها ووزر من عمل بها من غیر ان ینقص من اوزارهم شئی " ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، جلد 1، صفحہ 327، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک کورٹ یا کونسلر شوہر کی دی ہوئی تین طلاقوں کو نافذ نہ کرے طلاق نہیں ہوتی۔ یہ بھی غلط ہے جب شوہر نے زبان سے یا تحریراً طلاقیں دے دیں تو طلاقیں ہو گئیں۔

کیا حاکم یا قاضی تین طلاق کو ایک کر سکتا ہے؟

اب اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بطور حاکم تین طلاقوں کو جو کہ پہلے ایک مانی جاتی تھیں تین کر دیا تھا۔ اسی طرح صدر یا قانون کو یہ اختیار ہے کہ وہ تین طلاقوں کو ایک کر دے۔ تو اس کا رد پہلے ہو گیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی نیا فیصلہ نہیں کیا تھا بلکہ تین طلاقوں کا تین ہونا احادیث سے ثابت تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے نافذ کیا تھا۔ فقہائے کرام نے پہلے سے ہی یہ ارشاد فرما دیا ہے کہ حاکم یا قاضی کو تین دی ہوئی طلاقوں کو ایک نافذ کرنے کی اجازت نہیں اگر کوئی کر بھی دے تو اس کا ایسا کرنا شرعاً معتبر نہ ہوگا تین تین ہی رہیں گی چنانچہ شارح مشکوٰۃ شریف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں "فاجماعهم ظاهر فانه لم ينقل عن أحد منهم أنه خالف عمر حين أمضى الثلاث وليس يلزم فى نقل الحكم الاجماعى عن مائة نفس أن يسمى كل ليلزم فى مجلد كبير حكم على أنه إجماع سكوتى وأما ثانيا فإن العبرة فى نقل الإجماع نقل ما عن المجتهدين لا العوام والمائة الذى توفى عنهم لا يبلغ عدة المجتهدين الفقهاء منهم أكثر من عشرين كالخلفاء والعبادلة وزيد بن ثابت ومعاذ بن جبل وأنس وأبى هريرة وقليل والباقون [illegible] يستفتون منهم وقد أثبتنا النقل عن أكثرهم صريحا بإيقاع الثلاث [illegible] يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق إلا الضلال وعن

هذا قلنا لو حكم حاكم بأن الثلاث بفم واحد واحدة لم ينفذ حكمه لأنه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف" ترجمہ: اکٹھی تین طلاقوں کے نافذ ہونے پر اجماع ظاہر ہے کسی کا بھی حضرت عمر فاروق کے اس حکم کی مخالفت کرنا ثابت نہیں۔ اجماعی حکم ثابت کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ سو حضرات کے نام لکھیں اس طرح تو ایک بڑی جلد ان کے ناموں سے بھر جائے گی، یہ اجماع سکوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اجماع معتبر وہ ہوتا ہے جو مجتہدین سے منقول ہو نہ کہ عوام سے اور سو حضرات ان میں ایسے تھے جن کی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تھا۔ ان ہستیوں کے مقابل مجتہدین فقہاء کی تعداد بیس بھی نہیں ہے جیسے چاروں خلفاء، ابن عباس، ابن عمر، ابن مسعود، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور باقیوں نے بھی تین طلاقوں کے تین ہونے کی طرف رجوع کر لیا تھا اور اسی پر فتویٰ دیتے تھے۔ پس ہم نے صراحت کے ساتھ کثیر صحابہ سے نقل کر دیا کہ اکٹھی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور اس کی مخالفت کسی نے نہیں کی۔ اس حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں۔ اسی پر ہم نے کہا کہ اگر حاکم اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا حکم دے وہ نافذ نہ ہوگا کہ اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں اور ایسا کرنا (احادیث و اجماع) کے خلاف ہے نہ کے یہ اختلاف ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطلاق، جلد6، صفحہ401، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

فتاویٰ شامی میں ہے "ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين الى انه يقع ثلاث۔۔لو حكم حاكم بأنها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه، فهو خلاف لا اختلاف" ترجمہ: جمہور صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مسلمین اسی طرف گئے ہیں کہ تین اکٹھی طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

اگر حاکم اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا حکم دے وہ نافذ نہ ہوگا کہ اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں اور ایسا کرنا (احادیث واجماع) کے خلاف ہے نہ کے یہ اختلاف ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، رکن الطلاق، جلد4، صفحہ423، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

صاحب فتح القدیر نے تین اکٹھی طلاقوں کے واقع ہونے پر کثیر دلائل دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں "قد اثبتنا النقل عن اکثرھم صریحا بایقاع الثلث ولم یظھر لھم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن ھذا قلنا لم یحکم حاکم بان الثلث بفم واحد واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لایسوغ الاجتہاد فیہ فھو خلاف لا اختلاف" ترجمہ: ہم نے اکثر حضرات سے تین طلاقوں کا نافذ ہونا صراحتاً ثابت کیا اور ان حضرات کا کوئی بھی مخالف ظاہر نہ ہوا، تو اس حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہو سکتا، اسی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی حاکم نے بیک زبان تین طلاقوں کے ایک طلاق کا حکم دیا تو اس کا حکم نافذ نہ ہوگا کیونکہ اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے اور یہ حق کے خلاف ہوگا اس کو اختلاف نہ کہا جائے گا۔

(فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، جلد3، صفحہ330، نوریہ رضویہ، سکھر)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''آئمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو وہ حکم باطل ومردود ہے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ410، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کیا تین طلاقوں کو ایک کہنے والوں سے فتویٰ لینا جائز ہے؟

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن کا حکم ہے ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا

تَعْلَمُوْنَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

(النحل سورت16، آیت 43)

لہٰذا اگر کسی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں ہیں تو اس مفتی سے فتویٰ لے کر جو تین کو ایک کہتا اپنی بیوی سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تین کا تین ہونا قرآن وحدیث واجماع سے ثابت ہے اور جو اس کے خلاف فتویٰ دے وہ باطل ہے اور دینے والا فاسق ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (سورۃ المائدہ، سورت5، آیت47)

فتویٰ ہوتا ہے لوگوں کو قرآن وحدیث پر چلانے کے لئے نہ کہ قرآن وحدیث کے مخالف لوگوں کی خواہش پوری کرنے کے لئے۔ ایسے فتویٰ پر عمل کرنا جو قرآن وسنت واجماع کے خلاف ہو یہ اتباع شریعت نہیں بلکہ اتباع نفس ہے جو کہ ناجائز ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ شرح عقود رسم المفتی میں فرماتے ہیں "ان الاجماع علی منع اطلاق التخییر ای بان یختار ویتشھی مھما اراد من الاقوال فی ای وقت اراد" ترجمہ: مطلق اختیار یعنی جس وقت چاہے جس قول کو چاہے اختیار کرے اس کی ممانعت پر اجماع ہو چکا ہے۔ (شرح عقود رسم المفتی، صفحہ49، سہیل اکیڈمی، لاہور)

ایسا فتویٰ جو دلائل شرعیہ کے خلاف ہے اس پر عمل کرنا تو دور کی بات ہے مرجوح قول پر عمل کرنا اور اس پر فتویٰ دینا بھی حرام ہے چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" ان المجتھد والمقلد لا یحل لھما الحکم والافتاء بغیر الراجح لانہ اتباع للھوی وھو حرام اجماعا" پھر آگے ہے" وقال الامام ابو عمرو فی آداب المفتی

اعلم ان من یکتفی بان یکون فتواه او عمله موافقا لقول او وجه فی المسئلة ویعمل بما شاء من الاقوال والوجوه من غیر نظر فی الترجیح فقد جهلو خرق الاجماع" ترجمہ: مجتہد اور مقلد، ان میں سے کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ غیر راجح قول پر فتوی دیں یا فیصلہ کریں اس لئے کہ یہ خواہش کی پیروی ہے اور یہ حرام ہے۔ امام ابو عمرو آداب المفتی میں فرماتے ہیں کہ جو شخص ترجیح میں غور کئے بغیر محض اتنی بات پر اکتفاء کرتا ہے کہ اس کا فتوی یا عمل کسی بھی قول یا کسی بھی وجہ کے مطابق ہو جائے اور وہ مختلف اقوال اور وجوہ میں سے جس پر چاہے عمل کرتا ہے تو وہ جاہل ہے اور اس نے اجماع کو پھاڑ دیا۔

(شرح عقود رسم المفتی، صفحہ 10,11، سہیل اکیڈمی، لاہور)

دنیاوی مفاد کی خاطر اپنا مسلک چھوڑنا ناجائز ہے چنانچہ ردالمحتار میں علامہ شامی ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف پھرنے کے نقصانات ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "لیس للعامی ان یتحول من مذهب الی مذهب ویستوی فیه الحنفی و الشافعی وقیل لمن انتقل الی مذهب الشافعی لیزوج له اخاف ان یموت مسلوب الایمان لاهانته للدین لجیفة قذرة، وفی آخر هذا الباب من المنح: وان انتقل الیه لقلة مبالاته فی الاعتقاد والجراءة علی الانتقال من مذهب الی مذهب کما یتفق له ویمیل طبعه الیه لغرض یحصل له فانه لا تقبل شهادته" ترجمہ: عام شخص کے لئے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف پھرنا جائز نہیں ہے اور اس میں حنفی شافعی برابر ہیں اور اس شخص کے لئے جو مذہب شافعی اس لئے اختیار کرتا ہے کہ وہ شافعیہ سے شادی کرے کہا گیا ہے کہ اس کا ایمان سلب ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ اس نے ایک گندے چھڑے کی وجہ سے دین کی توہین کی ہے۔ منح کے اس باب کے آخر میں

ہے کہ عقیدہ میں قلت مبالات (لاابالی پن) اور دنیوی غرض کے حصول کے لئے حسب خواہش طبیعت ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے کی جرأت اور جسارت کی وجہ سے جو شخص دوسرا مذہب اختیار کرے اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

(رد المحتار، کتاب الشہادت، باب القبول، جلد 8، صفحہ 227، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

لہذا تین طلاقیں دینے کے بعد کسی سے ایک طلاق ہونے کا فتوی لینا بھی حرام ہے اور اس کا دینا بھی حرام ہے اور فتوی دینے والے کو دوہرا گناہ ہے ایک غلط فتوی دینے کا اور ایک اس فتوی پر عمل کرنیوالے کا گناہ۔ ابوداؤد شریف کی حدیث پاک ہے "قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من أفتی بغیر علم کان اثمه علی من أفتاه" ترجمہ: جو بغیر علم کے فتوی دے اس پر اس فتوی لینے والے کا بھی گناہ ہے۔

(ابو دائود، کتاب العلم، باب التوقی فی الفتیا، جلد 2، صفحہ 159، رحمانیہ، لاہور)

مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جمہور صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ اسلام رضوان اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ مجلس واحد میں دی ہوئیں تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی۔ وہابی کا فتوی غلط اور باطل ہے۔ اس پر عمل کرنا حرام و ناجائز ہے۔" (فتاوی فیض الرسول، جلد 2، صفحہ 112، شبیر برادرز، لاہور)

مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جمہور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد ائمہ مسلمین کا یہی مذہب ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تین واقع ہوتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نہ صرف فقہاء بلکہ جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ مسلمین کا بھی یہی مذہب ہے جو مذکور ہوا۔ استفتاء سے منسلک جواب کسی غیر مقلد کا ہے جو علم سے عاری ہے اور جسے یہ بھی نہیں معلوم کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں ہو جانے پر صحابہ و تابعین اور جمہور ائمہ مسلمین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا اجماع ہے۔ لہذا غیر مقلد کے

دیئے ہوئے فتویٰ پر ہرگز عمل نہیں کیا جائے گا۔''

(وقار الفتاوی، جلد3، صفحہ169 بزم وقار الدین، کراچی)

تین طلاقیں دینے کے بعد بھی میاں بیوی کا اکٹھے رہنا

تین طلاقوں کے باوجود میاں بیوی کا اکٹھا رہنا حرام ہے۔ رشتہ دار دوست احباب پر لازم ہے کہ وہ ان کو منع کریں اگر وہ اس پر راضی ہوں تو وہ بھی گناہ گار ہیں۔ اگر منع کرنے کے باوجود یہ دونوں اکٹھے رہ رہے ہیں تو ان کے ساتھ تعلقات ختم کر دیئے جائیں۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ایسے لوگوں سے تعلقات رکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں: ''برادری والوں کو چاہیے کہ اگر وہ مرد وعورت جدا نہ ہوں تو ان کو برادری سے خارج کر دیں، ان سے سلام کلام نہ کریں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، انہیں اپنے پاس نہ بیٹھنے دیں، اور وہ لوگ جو پہلے ان سے جدا ہو گئے تھے اور اب مل گئے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں، بیجا کرتے ہیں انہیں چاہیے اس سے باز رہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾ اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔''

(فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ408، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جب عمرو نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی لہذا عمرو اس عورت سے میاں بیوی کے تعلقات ہرگز قائم نہ رکھے ورنہ دونوں سخت حرام کار زنا کار لائق عذاب قہار اور دین و دنیا میں روسیاہ و شرمسار ہوں گے۔ بعد حلالہ اسے پھر اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔'' (فتاوی فیض الرسول، جلد2، صفحہ201، شبیر برادرز، لاہور)

مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس شخص نے مطلقہ ثلاثہ کو اپنے پاس رکھا ہے وہ حرام کاری میں مبتلا ہوا۔ اہل محلہ اور رشتہ داروں کو اس سے ملنا جلنا ناجائز و گناہ تھا جب تک وہ اس عورت کو اپنے سے جدا نہ کردے اور بالاعلان توبہ نہ کرے۔''

(وقار الفتاوی، جلد3، صفحہ165 بزم وقار الدین، کراچی)

مفتی منیب الرحمٰن صاحب تفہیم المسائل میں فرماتے ہیں: ''اگر قرب وجوار کے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ طلاق مغلظہ کے باوجود وہ لوگ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں تو انہیں ایسے لوگوں کو فہمائش کرنی چاہئے اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں تو ان کا سماجی مقاطعہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر خاوند کے والدین اور اہل خانہ طلاق مغلظہ کا علم ہونے کے باوجود سکوت اختیار کیے رہیں تو وہ بھی شدید گنہگار ہیں اور انہیں توبہ کرنی چاہئے۔ جس وکیل نے گمراہ کیا ہے وہ بھی ضال اور مضل ہے اور اسے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہئے۔''

(تفہیم المسائل، جلد1، صفحہ255، ضیاء القرآن، لاہور)

اگر تین طلاقیں دینے کے بعد مسئلہ جانتے ہوئے بھی شوہر بیوی سے صحبت کرے گا تو یہ زنا ہوگا اور اولاد حرامی ہوگی۔ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''و
صحبت زنا ہوگی اور اسے اگر مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعا سزائے زنا کا مستحق اور اولا
ولد الزنا اور ترکہ (وراثت) پدری سے محروم۔''

(فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ389، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اگر بیوی کو پتہ ہے کہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں تو اس کے ل
جائز نہیں کہ وہ اس کے ساتھ رہے۔ بیوی کو چاہئے کہ جس طرح سے بھی ممکن ہو، شوہر
جدائی اختیار کرے۔

تین طلاقیں دینے کے بعد بغیر حلالہ کے بیوی سے رجوع کرنے والوں کو چاہئے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے یہ نہ ہو کہ وہ کل قیامت والے دن اپنے رب کی حضور اس حال میں کھڑا ہو کہ اس کا شمار زانیوں میں ہو اور زنا بھی ایسا کہ جسے وہ ساری زندگی جائز سمجھتا رہا۔ جو لوگ جہالت اور ہمدردی میں اکٹھی تین طلاقوں کے باوجود رجوع کروا دیتے ہیں انہیں اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من أسوأ الناس منزلة، من أذهب آخرته بدنيا غيره" ترجمہ: لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو غیر کی دنیا کے لئے اپنی آخرت خراب کرے۔

(شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل، جلد5، صفحہ358، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حرف آخر

قرآن وحدیث اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال وافعال سے صاف ظاہر ہے کہ ایک وقت میں اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں وہ نافذ ہو جاتی ہیں۔ غیر مقلد وہابیوں کی اس موضوع پر لکھی جتنی بھی کتابیں پڑھ لیں کوئی ایک بھی حدیث آپ کو صحیح نہ ملے گی اور جتنی صحیح احادیث اِس کتاب میں پیش کی گئی ہیں ان کا جواب بھی نہ ملے گا۔

جب بھی کسی اختلافی مسئلہ پر لکھا جاتا ہے تو اس میں صرف اپنے مطلب کے دلائل نہیں لکھے جاتے بلکہ اس کے برخلاف جو دلائل ہیں ان کو بھی نقل کر کے ان کا جواب دیا جاتا ہے۔ غیر مقلد جب تین طلاقوں پر لکھتے ہیں تو صرف دو حدیثیں لکھتے ہیں، جن میں ایک حدیث ضعیف ہے اور دوسری انتہائی مجمل ہے۔ اس کے علاوہ پوری کتاب میں یا تو عصر حاضر کے مولویوں کے اقوال ملیں گے کہ فلاں مولوی بھی یہی کہتا ہے، فلاں بھی یہی کہتا

ہے۔ یا محدثین وفقہاء کرام کے کلام کو آگے پیچھے سے کاٹ کر اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے ان کا مسلک بھی غیر مقلدوں کی طرح ہے جبکہ محدثین وفقہاء نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ جو تین طلاقوں کو ایک کہے وہ گمراہ ہے۔

تین طلاقوں پر درجنوں صحیح احادیث جو غیر مقلدوں کے مسلک کے خلاف ہیں، غیر مقلد ان حدیثوں کا تذکرہ تک بھی نہیں کرتے، بس اِدھر اُدھر کی مار کر صفحے بھرتے ہیں۔ اس بات کو ذہن نشین رکھ کر غیر مقلدوں اور اہل سنت کی اس موضوع پر لکھی کتب پڑھ لیں، مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائیں ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

المصادر و المراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	مطبوعہ
1	القرآن	کلام الٰہی	
2	الترغیب والترھیب	علامہ زکی الدین عبد العظیم منذری	مصطفیٰ البابی، مصر
3	التیسیر بشرح الجامع الصغیر	عبد الرؤف مناوی	مکتبۃ الامام الشافعی، الریاض
4	السنن الدار قطنی	ابو الحسن علی بن عمر البغدادی الدار قطنی	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
5	السنن الکبریٰ للبیہقی	احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
6	الفوائد	ابو عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الانصاری	دار الصمیعی، الریاض
7	المصنف لابن ابی شیبہ	امام بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ	مکتبہ امدادیہ، ملتان
8	المصنف عبد الرزاق	امام ابوبکر عبد الرزاق	دار الکتب العلمیہ، بیروت
9	المنتقیٰ شرح موطا	ابو الولید سلیمان بن خلف	مطبعۃ السعادۃ، مصر
10	ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل	صلاح الدین یوسف	دار السلام، لاہور
	ت		
11	تبیین الحقائق	عثمان بن علی بن محجن البارعی فخر الدین الزیلعی	مکتبہ امدادیہ، ملتان
12	تفسیر القرآن العظیم	امام ابن کثیر	مکتبہ وحیدی کتب خانہ، پشاور

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	مطبوعہ
13	تفسیر بغوی	علامہ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی	تالیفات اشرفیہ، ملتان
14	تفسیر صاوی	علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
15	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	مطبوعہ علوم اسلامیہ، لاہور
16	تفہیم المسائل	مفتی منیب الرحمٰن	ضیاء القرآن، لاہور
	ج		
17	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
18	جاء الحق	مفتی احمد یار خان نعیمی	مکتبہ اسلامیہ، لاہور
	ح		
19	حاشیہ سندی	علامہ سندی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
	د		
20	در مختار مع رد المحتار	شیخ علاؤ الدین محمد بن علی الحصکفی	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
	ر		
21	رد المحتار	علامہ محمد امین بن عمر الشہیر بابن عابدین	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
	س		
22	سنن ابن ماجہ	امام ابوبکر عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
23	سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
24	سنن نسائی	امام عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
	ش		

25	شرح صحیح مسلم	امام یحیی بن شرف نووی	قدیمی کتب خانہ، کراچی
26	شرح بخاری لابن بطال	علامہ ابن بطال	مکتبۃ الرشد، الریاض
27	شرح عقود رسم المفتی	علامہ محمد امین بن عمر الشہیر بابن عابدین	سہیل اکیڈمی، لاہور
28	شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
29	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
	ص		
30	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاری	قدیمی کتب خانہ، کراچی
31	صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج القشیری	قدیمی کتب خانہ، کراچی
	ع		
32	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین عینی	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
	ف		
33	فتاوی اجملیہ	مفتی اجمل قادری رضوی	شبیر برادرز، لاہور
34	فتاوی امجدیہ	مفتی امجد علی اعظمی	مکتبہ رضویہ، کراچی
35	فتاوی رضویہ	امام احمد رضا خان	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
36	فتاوی فیض الرسول	مفتی جلال الدین امجدی	شبیر برادرز، لاہور
37	فتاوی مصطفویہ	مفتی مصطفی رضا خان	شبیر برادرز، لاہور
38	فتاوی نوریہ	مفتی نور اللہ بصیری	دار العلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور اوکاڑہ

39	فتح الباری	امام شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی	قدیمی کتب خانہ، کراچی
40	فتح القدیر	امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد بابن الہمام	نوریہ رضویہ، سکھر
	ک		
41	کنز العمال	امام علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین	دار الکتب العلمیہ، بیروت
	م		
42	مجمع الزوائد	امام نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
43	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	دار الکتب العلمیہ، بیروت
44	مرقاۃ شرح مشکوۃ	امام علی بن سلطان محمد القاری	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
45	معرفۃ السنن والآثار للبیہقی	احمد بن الحسین بن علی بن موسی	دار الوفاء، القاہرۃ
	و		
46	وقار الفتاوی	مفتی وقار الدین قادری رضوی	بزم وقار الدین، کراچی

عنقریب منظر عام پر آنے والی ادارے کی دیگر معرکۃ الآراء کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
1	رسم ورواج کی شرعی حیثیت	مفتی محمد انس رضا
2	حجیت فقہ	مفتی محمد انس رضا
3	آئینہ صداقت (البریلویہ کا جواب)	مفتی محمد انس رضا
4	دین کس نے بگاڑا	مفتی محمد انس رضا
5	قرض کے احکام	مولانا محمد اظہر عطاری
6	مسجد انتظامیہ کیسی ہونی چاہیے	مولانا محمد اظہر عطاری
7	امام مسجد کیسا ہونا چاہیے	مولانا محمد اظہر عطاری
8	سیرت امام زفر	مولانا محمد اظہر عطاری

خوشخبری

عنقریب

مکتبہ فیضان شریعت سے

وہابی مولوی احسان الٰہی ظہیر

کی کتاب ''البریلویہ'' کا تفصیلی

وتحقیقی جواب آرہا ہے۔

مکتبہ فیضانِ شریعت لاہور
0334-3298312